Volume V
No. 11

SP. V-11-74 (E)
300

THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, November 29, 1974

CONTENTS

	PAGES ...
... ...	
Privilege Motion *Re :* House search of a Senator without warrant — *Ruled out*	261
Adjournment Motion *Re :* Externment of an M. P. A. from NWFP — *Ruled out*	267
Message from N. A. Secretariat *Re :* Return of the ~~Laloer~~ Labour Law (Amendment) Bill, 1974 uptodated by National Assembly	278
Motion *Re :* Non- repariation of Pakistan stranded in Nepal ...	278
Motion *Re :* Crisis in Pakistan Textile Industry, ...	291

PRINTED BY THE SHAHAB ART PRINTERS LIMITED, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI
Price : Paisa 50

SENATE DEBATES
SENATE OF PAKISTAN

Friday, November 29, 1974

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber, (State Bank Building), Islamabad, at four of the clock in the evening, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan) in the Chair.

(Recitation from the Holy Quran).

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman : This is an application of Rao Abdus Sattar. He has asked for leave of absence for the 29th and 30th. Should the leave be granted.

(LEAVE WAS GRANTED).

Mr. Chairman : This is a Privilege Motion by Haji Sayed Hussain Shah. This is No. 2. It was deferred for today.

PRIVILEGE MOTION RE: HOUSE SEARCH OF A SENATOR WITHOUT WARRANT

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I have to make a statement in this respect. It is alleged that on the morning of 25th October, 1974, the residence of Mir Abdul Wahid Kurd, a Member of the Senate, was raided by a police party. The allegations are that the police party had no search - warrants and on being asked by Mir Abdul Wahid Kurd to show him the search - warrant he was denied. Then, Sir, some recovery was made and police took away 40 pairs of 'shalwars' and 'Qamiz' from his house. Sir, this privilege motion was received on the 18th and was deferred till date. For these 11days we have been putting our best efforts and have succeeded in getting the correct facts. The allegattons made in the privilege motion are categorically denied.

Firstly, Sir, it is correct that a police party headed by Assistant Commissioner, Quetta, searched the house of Mir Abdul Wahid Kurd on 25. 10. 1974, and 40 suits of 'shalwars' and shirts were recovered during this search. The search was conducted under a case FIR No. 159/74, under Section 3,4,5 of Explosive Substance Act, 1908 and under Section 427 of PPC. Warrants of search were issued by the Assistant Commissioner under Section 96 of Criminal Procedure Code and were shown to the Senator, Mir Abdul Wahid Kurd, in the presence of witnesses and a magistrate. Assistant Commissioner, Quetta, had accompanied the police raiding party to sensure proper execution of warrants in view of the status of Mr. Abdul wahid Kurd as a Senator. This was the first information. Then I sought another clarification of this informatton and I received further information that besides the case in point in respect of which the warrant were obtained and some search was made or whatever was the reason, the warrants of search were there and were shown to Mir Abdul Wahid Kurd. At present, Senator Mir Abdul Wahid Kurd is being charged under three other criminal cases. He is presently lodged in District Jail, Quetta, under judicial lock-up, and is placed in A Clas . So far as the custody of 40 pairs of clothes is concerned, the police is still in custody

of 40 pairs of shalwars and shirts. It is being investigated whether this apron was to be supplied clandestinely to NAP workers or Marri suspects.

Mr. Chairman : Again, again please about these 40 pairs of ......

Malik Mohammad Akhtar : Sir, Police is still in custody of 40 pairs of shalwars and shirts. It is being investigated whether this apron was to be supplied clandestinely to NAP workers or the Marri suspects. Sir, they think that he was supplying explosive material as well as some sort of uniforms to guerillas and tne cases have been registered and investigation is there. As such, Sir, I consider no irregularity has been committed and all the action have been taken lawfully. I took particular care for clarification of these 40 suits which are alleged to have been collected for supply to the guerillas or for other unlawful activities. This reply I received on the 27th November, 1974. So, I categorically say, in view of the statment made by me that the search warrants were there: he was shown the warrants and he is placed in Class A. Sir, the police is invetigating as to what was the intention of keeping the uniform type clothes with him.

Mr. Chairman : Yes, Haji Sahib

حاجی سید حسین شاہ : جناب والا! محترم وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عبدالواحد کرد کے گھر کی تلاشی رات کے وقت یا علی الصبح لی گئی اور ۴۰ جوڑے کپڑے جو شلوار قمیص پر مشتمل تھے پولیس نے اپنے قبضے میں لے لئے - انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ F.I.R درج کی گئی ہے لیکن انہوں نے اس .F.I.R کی تاریخ نہیں بتائی - اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ان کے گھر کی تلاشی پہلے لی گئی اور .F.I.R بعد میں درج کی گئی - اس تلاشی کے لئے search warrant نہیں تھے اور ان کے بغیر ان کے گھو کی تلاشی لی گئی - اس وقت تک پولیس کے پاس کوئی کیس درج نہیں ہوا تھا اور اس نلاشی کی تاریخ کے بعد پولیس نے ان کے خلاف کیس رجسٹر کیا - تلاشی کے دوران پولیس کے ہاتھ کچھ نہ آیا اور پولیس نے محض بھرم رکھنے کے لئے ۴۰ جوڑے کپڑے قبضے میں لے لئے جن میں سلے ہوئے کپڑے بھی ہیں - جناب والا ! ہم انکار نہیں کرتے - یہ سفید کپڑے تھے حالانکہ اگر گوریلوں کو کپڑے دینے ہوتے تو یہ خاکی یا ملیشیا کے ہوتے جیسے کہ وردی ہوتی ہے تاکہ پہاڑوں میں پہچان نہ ہوسکے - سفید کپڑوں کا گوریلوں سے کیا تعلق ہے - - -

جناب شہزاد گل : اتنے کپڑے تو ملک صاحب کے پاس بھی ہوں گے -

ملک محمد اختر : میرے پاس صرف چار پانچ جوڑے ہیں - آپ میرے گھو کی تلاشی لے لیں -

حاجی سید حسین شاہ : تو جناب والا ! وہ لٹھے کے کپڑے ہیں اور

---

*Speech not corrected by the honourable Minister

سفید کپڑے ہیں - آج تک کسی نے گوریلوں کو سفید کپڑوں میں ملبوس نہیں دیکھا - تو یہ پولیس کی زیادتی ہے - عبدالواحد کرد سینٹ کے ایک معزز رکن ہیں - تو میری گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو آپ اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کردیں تاکہ وہ اس کیس کے merit کے پیش نظر یہ فیصلہ کرسکے کہ آیا واقعی استحقاق پامال ہوا ہے یا نہیں -

جناب چیرمین : آپ نے اپنی بات ختم کر لی ہے یا کچھ اور فرمائیں گے ؟

حاجی سید حسین شاہ : میں نے جو کچھ عرض کرنی تھی کردی ہے -

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب چیرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک ان کپڑوں کا تعلق ہے اصل پوزیشن یہ ہے کہ بلوچستان میں N.A.P. کے کافی ورکرز گرفتار ہیں اور جیلوں میں ہیں - ان کے خلاف کافی مقدمات چلائے جارہے ہیں اور وہ ڈیڑھ سال سے under trail ہیں - تو جیل رولز کے تحت جیل والے under-trial prisoners کو کپڑے نہیں دیتے - جب ہم وہاں گئے تو ہم نے بہت سے ورکرز کو دیکھا جن کے بدن کے کپڑے چیتھڑے بنے ہوئے تھے اور ان سے بدبو آرہی تھی - تو ہم نے انسانی ہمدردی کے تحت فنڈ جمع کئے اور نوے بانوے جوڑے کپڑے بنائے جن میں سے پچاس جوڑے عید کے دن کوئٹہ میں تقسیم کردئے گئے باقی چالیس جوڑے وہاں پڑے ہوئے تھے جو پولیس والے اٹھا کر لے گئے جن کے متعلق ان کا کہنا ہے کہ وہ گوریلوں کے لئے تھے حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں - ہم تو صرف ہمدردی کے جذبہ کے تحت under-trail prisoners کو کپڑے دیتے ہیں - باقی باتوں کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے F.I.R. کا نمبر تو دیا ہے لیکن تاریخ نہیں دی - - -

وزیر محترم نے جرم کی نوعیت بھی بتادی ہے کہ ابتدائی رپورٹ اس جرم کے تحت درج ہوئی ہے اگر اس روز Explosive Act کے تحت یہ رپورٹ درج تھی جس روز کہ عبدالواحد کرد کے گھر کی تلاشی لی گئی تو پھر عبدالواحد کرد کو اس کے گھر پر کیوں چھوڑ دیا گیا - عبدالواحد کرد اس تاریخ سے کم و بیش سات دن بعد گرفتار ہوتے ہیں کسی اور مقدمے میں -

جناب زمرد حسین : بارہ دن بعد -

خواجہ محمد صفدر : بارہ دن بعد گرفتار ہوتے ہیں اور اس عرصہ میں کوئٹہ میں رہتے ہیں - پولیس نے ان کے گھر کی تلاشی ان کے سامنے لی جیسا کہ وزیر مملکت نے فرمایا کہ وہ موجود تھے - ان کو کیوں چھوڑا گیا کیوں Explosive Substance Act جہاں تک مجھے علم ہے - قابل ضمانت نہیں ہے - اس میں عمر قید کی سزا ہے تو میں یہ بات ذرا وضاحت کی غرض سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دھندا کیا ہے ؟ اگر پولیس کے پاس Explosive Substance Act کے تحت کوئی FIR درج تھی تو عبدالواحد کرد کو اس کے گھر پر کیوں رہنے دیا گیا - بارہ دن تک وہ کیوں کھلے پھرتے رہے -

جناب زمرد حسین : جناب چیئرمین ! میں بھی ایک بات اس میں add کرنا چاہتا ہوں -

Mr. Chairman : Yes

جناب زمرد حسین : جناب والا ! 25 تاریخ کو جس دن عبدالواحد کرد کے گھر کی تلاشی لی گئی ہے اس دن Session Judge کی عدالت میں bail before arrest داخل کی گئی تو پولیس نے اس مقدمے میں یہ بیان دیا کہ عبدالواحد کرد کے خلاف ہم نے کوئی مقدمہ register نہیں کیا ہے - Record پر کوئی مقدمہ درج نہیں ہے اور اس بنیاد پر Session Judge نے کہا کہ bail before arrest جو ہے یہ بیکار ہے جب کہ وزیر مملکت یہ فرماتے ہیں کہ FIR درج کی گئی - پولیس نے سیشن جج کی عدالت میں بیان دیا کہ ہم نے ان کے خلاف کوئی کیس register نہیں کیا -

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے -

(اس مرحلے پر وزیر مملکت ملک محمد اختر کھڑے ہوئے)

جناب چیئرمین : ضروری ہوا تو آپ کو مقدمہ دیا جائے گا - دیکھئے یہ تو تمام زبانی باتیں ہیں ہمارے پاس کوئی ایسا تحریری ثبوت نہیں ہے - ایک طرف فرمایا جاتا ہے کہ بغیر وارنٹ کے تلاشی لی گئی - ان کو وارنٹ نہیں دکھایا گیا کیونکہ وارنٹ تھا ہی نہیں - دوسری طرف وہ کہتے ہیں کہ وارنٹ تھا - ان کو دکھا گیا - دوسری طرف آپ فرماتے ہیں کہ اس کے چالیس جوڑے کپڑے قمیص شلوار لے گئے ہیں - وہ کہتے ہیں کہ ہم لے گئے ہیں لیکن شک یہ ہے کہ یہ چالیس جوڑے کپڑے جو ہمرنگ تھے --- اب میرے خیال میں شاید ہی کسی کے گھر میں اپنے استعمال کے لئے اتنے جوڑے ہوں قمیض اور شلوار کے کسی کے پاس نہیں ہوتے - درجن ، دو درجن تو میں مانتا ہوں -

خواجہ محمد صفدر : وجہ بتادی گئی ہے -

جناب چیئرمین : وہ بھی بتا دیا ہے کہ کس غرض کے لئے تھے - یا تو انسانی ہمدردی کے طور پر یا کسی اور غرض کے لئے تھے - یا تو انسانی ہمدردی کے طور پر قیدیوں کو پہنانے کے لئے تھے یا جیسا کہ انہوں نے کہا اپنے بھائیوں ، گوریلوں یا کسی اور کو supply کرنے کے لئے تھے - اب دونوں ہوسکتے ہیں ، محض یہ کہ ان کا رنگ سفید ہے - آپ کو پتہ ہے کہ سفید رنگ کو رنگ دیا جاسکتا ہے - خاکی زین ، کالا زین ، نیلا زین رنگ دے سکتے ہیں - اب یہ تو میں نہیں کہتا کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ گوریلوں کو supply کرنے کے لئے رنگ دیں - لیکن رنگ دیا جاسکتا ہے - آپ اس کو نیلا کردیں ، آپ اس کو سبز کر دیں - آپ اس کو کوئی رنگ دیں رنگ دے سکتے ہیں - اب وہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اس بنا پر مقدمہ درج کر کے اس کا چالان کردیا - وہ یہ کہتے ہیں کہ پولیس تفتیش کر رہی ہے اور یہ ٹھیک ہے کیونکہ جیسا کہ یہ شکایت کی گئی ہے کہ یہ کپڑے اس لئے بنائے گئے تھے ، اس لئے سئے گئے تھے کہ ان کو Supply کئے جائیں - اس لئے اب یہ بات ممکن ہے آپ کی بات درست ہو - ممکن ہے ان کی درست ہو لیکن جب تک - - -

جناب شہزاد گل : جناب والا! کپڑوں کے متعلق تو کوئی case درج نہیں ہے وہ تو Explosive Substance Act کے تحت case ہے کپڑوں سے متعلق نہیں ہے -

جناب چیئرمین : میں تو privilege motion کی طرف جاتا ہوں privilege motion میں تو Explosive Substance Act کا کوئی ذکر نہیں ہے- وہاں تو شکایت یہ ہے چاہے میں یہ بھی چھوڑ دوں کہ دو issue ہیں ، تین issue ہیں ، چار issue ہیں - ان کی شکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ میر عبدالواحد کرد جو اس ایوان کے ممبر ہیں ان کے گھر کی تلاشی بغیر وارنٹ کے لے کر ان کے گھر سے پولیس کپڑے لے گئی ہے - Explosive Act ہے یا نہیں ہے - FIR آج ہوئی یا ایک مہینہ کے بعد ہوئی اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے - وجہ یہ ہے کہ یہ Judical Case نہیں ہے آپ Session Judge کے سامنے argue نہیں کر رہے ہیں کہ وہ گناہگار ہیں یا بے گناہ ہیں - یہ case تو یہاں نہیں ہے - کیس یہاں privilege motion کا ہے - استحقاق کا ہے کیا یہ ٹھیک ہے کہ ان کے گھر کی تلاشی بغیر وارنٹ کے اور بغیر مجسٹریٹ کے ہوئی ہے ؟ وہ کہتے ہیں کہ نہیں مجسٹریٹ موجود تھا اور وارنٹ issue ہوگیا تھا اور تب ان کی تلاشی ہوئی تھی کرسکتے ہیں - اگر

مجسٹریٹ ہو تو بغیر وارنٹ کے بھی کرسکتے ہیں ۔ پھر تو وارنٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے زیر دفعہ Criminal procedure code 105 آپ کو معلوم ہے شہزاد گل کہ بغیر وارنٹ کے بھی تلاشی لی جاسکتی ہے بشرطیکہ مجسٹریٹ موجود ہو ۔ وہ کہتے ہیں اور انہوں نے categorical statement دیا ھے کہ مجسٹریٹ موجود تھا ، وارنٹ موجود تھا اگر کل ان کا یہ بیان غلط ثابت ہوا تو ممکن ہے کہ یہ آپ کے Privilege کی آپ کے استحقاق کی خلاف ورزی ہو اگر انہوں نے غلط بیان دیا تو لیکن وہ پورے وثوق سے اور پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ وارنٹ تھا اور مجسٹریٹ وہاں موجود تھا اور وارنٹ کی بنیاد پر ان کی تلاشی لیگئی ۔ کپڑے ان کے پاس ہیں اور وہ یہ تفتیش کر رہے ہیں کہ یہ کپڑے کیا واقعی گوریلوں یا اور قابل اعتراض اشخاص کو تقسیم کئے جانے کے لئے رکھے گئے تھے تو یہ تو ابھی زیر تفتیش ہے تو میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ کون سے Privilege کی ، کون سے استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے ۔ دیکھئے ۔ مجھے کوئی قانون بتایا جائے ۔ میرا دل تو چاہتا ہے کہ میں ایوان کے ممبرون کو ہر قسم کا استحقاق حاصل ہو ۔ ان کو کوئی ہاتھ بھی نہ لگا سکے ۔ ان کے گھر کی تلاشی بھی نہ لی جاسکے ۔ ان کو کوئی قید بھی نہ کرسکے ۔ ان کو کوئی جیل خانے میں نہ لے جاسکے ۔ یہ تو ہوسکتا ہے ہر ایک یہی چاہتا ہے ۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں ۔ کیوں کہ میں بھی Senator ہوں اور آپ بھی Senator ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کس قانون کے تحت ایک Senator کو یہ حق حاصل ہے ، یہ Privilege حاصل ہے کہ اس کے گھر کی تلاشی نہیں لی جاسکتی ۔ اور پولس یا مجسٹریٹ کسی چیز کو جسے وہ مشتبہ خیال کریں تو اس کو قبضہ میں نہیں لے سکتے ؟ تو مجھے تو معلوم نہیں ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں اس Constitution کے تحت ایک Article ہے ، کہ ایوان کوئی قانون بناسکتا جس کی رو سے Senator اور ممبران پارلیمنٹ کے استحقاق کا تعین ہوسکے وہ قانون ابھی تک بنا نہیں ہے وہ قانون جیسا کہ Constitution میں ، آئین میں دیا ہوا ہے ۔ کہ ایک قانون بنایا جائے جس میں ممبران پارلیمنٹ کے استخقاق کا تذکرہ ہو ۔ وہ ابھی نہیں بنا ۔ تو اس لئے جو Commencing day ۱۴ اگست ۱۹۶۳ء سے پہلے کا قانون ہے وہی حاوی ہوگا جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے ۔ اس میں کسی Senator کو یہ کوئی استحقاق نہیں ہے کہ چاہے وہ جرم بھی کرے تب بھی وہ گرفتار نہیں ہوسکتا ۔ یا اسکے گھر کی تلاشی نہیں ہوسکتی ۔ یا اس کے گھر سے کوئی چیز برامد نہیں ہوسکتی یا کسی چیز کو برآمد نہیں کیا جاسکتا ۔ تو میں دو لفظوں میں یہ ruling دے دوں گا کہ

In view of the categorical denial by the responsible Minister concerned that his House was searched without warrants and in the absence of the Magistrate, I rule tt out of order.

Whatever you wanted to say, you have said and I don't think there is anything more to be said by you.

ADJOURNMENT MOTION *RE :* EXTERNMENT OF AN M. P. A. FROM N.W.F.P

Mr. Shahzad Gul : Sir, I beg leave of the Senate to move a motion for the adjournment of the business of the Senate to discuss a definite matter of urgent public importance and of recent occurrence, namely that the illegal and unconstitutional order of the Governmentt served on 15.11. 1974, directing Major-General (Retired) M. G. Jilani, M. P. A. of N. W. F. P. to leave N. W. F. P. within three days and requiring him to proceed to Lahore and remain there in the limits of Muncipal Corporation, Lahore, for a period of three months and to notify and report his movements to such authority in such manner as directed therein, has caused a grave concern and spread a wave of grief and anger among his electorates and the public in general. His time and again detention and internment and externment has deprived his electorates of their constitutional right to be represented through an elected member in the Assembly especially at a time when the Assembly is in session".

Malik Mohammad Akhtar : It is opposed, Sir, on technical grounds. I will read the words 'matter of urgent public importance.' I deny that it is a matter of public importance. This motion is not a matter of urgent public importance rather his arrest is in public interest. Secondly, they say that illegal and unconstitutional order of the Government was served on the gentleman on the 15th of November, 1974, asking him to proceed to Lahore. The order was legal and constitutional.

Mr. Chairman : Who passed this order ?

Malik Akhtar : **Federal Government.**

Mr. Chairman : Federal Government

Malik Akhtar: Sir, it is alleged

"........His time and again detention and internment and externment has deprived his electorates of their constitutional right to be represented through an elected member in the Assembly, especially at a time whenthe Assembly is in session."

As regards the third allegationt probably some debate has occurred in the concerned Provincial Assembly, may be through privilege motion or adjournment motion that is not relevant here. As far as the allegation that illegal and unconstitutional order was made, I would like to apprise this august House that the movement of Major-General (Rtd) M. G. Jilani have been restricted to the Municipal limtts of Lahore under lawful order, and not under unlawful and unconstitutional order, passed under Rule 32 of the Defence of Pakistan Rules by a competent authority. Sir, the orders have been made in public interest to prevent him from continuing his activtties prejudicial to the Security of Pakistan and then Sir, if he is aggrieved he has got a right to seek redress in a competent court of law, as such I deny that the action is unconstitutional or illegal. I also deny that this matter is of urgent public importance rather I am convinced and state that the arrest of the gentleman has been done in public interest. As far as this Senate is concerned he is a member of a different House and it has been debated over there.

Mr. Shehzad Gul : Sir I would like to invite your attention to Article 10 of the Constitution sub-clause (7).

جہاں تک اس کی خلاف ورزی کا تعلق ہے آئین کے آرٹیکل ۱۰ . . .

جناب چیئرمین: آئین کے آرٹیکل ۱۰ - یہ کوئی پرانا ہے یا نیا آگیا ہے ؟ آپ کون سا پڑھ رہے ہیں ؟

جناب شہزاد گل: آرٹیکل ۱۰ کلاز (۷)

Article 10 (7) : "Within a period of 24 months ...."

Mr. Chairman : Please read out sub-clause (1) also.

Mr. Shehzad Gul : Article 10 (1) "No person who is arrested shall be detained in custody wtthout being informed, as soon as may be, of the ground for such arrest."

Mr. Chairman : Now, what is the next.

Mr. Shehzad Gul : Article 10 (7) "Within a period of twenty four months commencing on the day of his first detention in pursuance of an order made under a law providing for preventive detention, no person shall be detained in pursuance of any such order for more than a total period of eight months in the case of a person detained for acting in a manner prejudicial to public order and twelve months in any other case :

Provided that this clause shall not apply to any person who is employed by, or works for, or acts on instructions received from, the enemy."

Mr. Chairman : "........employed by, or works for, or acts on instructions received from, the enemy."

will not be comparable to him.

Mr. Shehzad Gul : This is true, Sir.

Mr. Chairman : It was issued on the 24th February, 1973.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! جہاں تک اس کی تفصیلات کا تعلق ہے تو یہ آرڈر ۲۴ فروری ۱۹۷۳ء کو جاری ہوا تھا - ۲۴ فروری ۱۹۷۳ء کو پہلی بار انہیں رولز ۳۲ کے تحت قید کیا گیا اور لاہور میں ، ایک ریسٹ ہاؤس میں نظر بند رکھا گیا - ۱۴ فروری ۱۹۷۳ء کے بعد ۱۴ فروری ۱۹۷۵ء تک ایسے کسی لا کے تحت گرفتار یا نظر بند نہیں کیا جاسکتا - اس آرڈر کو جاری ہوئے ۸ مہینے گزر گئے ، پھر ۱۲ مہینے گزر گئے - اسکے بعد یہ مسئلہ ہائی کورٹ میں لے جایا گیا - ہائی کورٹ نے انہیں رہا کردیا اور قید کو غیر قانونی قرار دے دیا - پھر حکومت نے دوسرا آرڈر جاری کیا کہ وہ لاہور میونسپل کارپوریشن کے ایریا میں رہیں - اس حکم کے تحت وہ لاہور میونسپل

کارپوریشن کی حدود میں رہتے رہے ۔ وہاں سے پھر انھوں نے یہ آرڈر واپس لے لیا ۔ اس آرڈر کے واپس ہونے کے بعد وہ صوبہ سرحد میں واپس آگئے ۔ جب وہ صوبہ سرحد میں آئے تو ان کو دوبارہ ۳۲ ڈی پی آر کے تحت گرفتار کیا گیا ۔ اس گرفتاری کے آرڈر کے خلاف پشاور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی گئی تو ہائی کورٹ نے حکومت کی اس گرفتاری کو غیر قانونی قرار دے کر انہیں رہا کردیا ۔ اس رہائی کے حکم کے ایک دن پہلے انہیں راتوں رات رہا کیا گیا ۔ جب صبح عدالت میں رٹ کال ہوئی تو وہ حاضر ہوئے اور انھوں نے کہا کہ حکومت نے رات کے ۱۲ بجے جیل سے نکال دیا ہے ۔ لہذا وہ رہا ہوگئے ۔ ان کو ایک دن پہلے املئے حکومت نے رہا کردیا تھا کہ اس مسئلے پر ہائی کورٹ کوئی آرڈر نہ دے ۔ جب ان کو اس بار بھی رہا کردیا گیا تو اب وہ وہاں پر تھے ۔ ان پر کوئی پابندی نہیں تھی ۔ حالانکہ ان کے خلاف اگر کوئی کیس تھا تو یہ کہ دشمن سے ان کو ہدایات ملتی ہیں اور حکومت کے پاس اس قسم کا ثبوت ہو کہ وہ اس قسم کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں تو چاہیئے تو یہ تہا کہ حکومت ان پر مقدمہ چلائے ان کے خلاف کیس بنائے اور انہیں سزا دے ۔ اس سلسلے میں ہم بھی آپ کی حمایت کریں گے اور اس طرح ' جس طرح آپ کر رہے ہیں ۔ خواہ مخواہ نظر بند رکھنے کا کیا جواز ہے ؟ ان کی تین مہینے کے لئے نظر بندی کی کیا ضرورت تھی ؟ ان کو سرحد سے نکال کر لاہور میں رکھتے ہیں ۔ لاہور جیل میں نہیں رکھتے بلکہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی حدود میں رکھتے ہیں ۔ اگر انہیں دشمن سے کوئی ہدایات ملتی ہیں تو لاہور سے ہندوستان کا بارڈر نزدیک ہے اس لئے انہیں ہدایات حاصل کرنے میں آسانی ہوگی ۔ اگر وہ دشمن سرگرمیوں میں مصروف ہیں یا کوئی اس قسم کے مقاصد سر انجام دے رہے ہیں تو انہیں لاہور میں ان مقاصد کو سر انجام دینے میں آسانی ہے بجائے اس کے کہ صوبہ سرحد میں رکھا جائے ۔ جناب والا ! ابھی جو آرڈر جاری ہوا ہے وہ تین مہینے یعنی ۱۴ فروری ۱۹۷۵ء تک چلے گا اور ۱۴ فروری ۱۹۷۵ء کو پھر ان کو ازسرنو نظربندی ہوگی کیونکہ اس طرح ۲۴ مہینے کی نظربندی ہوجائے گی تو پھر اسے دوبارہ گرفتار کرکے جیل میں رکھا جائے گا ۔ ان کی نظربندی دو سال کے لئے دوبارہ شروع ہوجائے گی اس آرڈر کی صرف اصل غرض یہی ہے ۔

جناب والا ! میں بھی اسکے حلقہ نیابت سے تعلق رکھتا ہوں ۔ دو سال ہوگئے ہیں ۔ بجٹ سیشن بھی گزر گیا ہے انہوں نے کوئی مسئلہ بھی جب سے وہ منتخب ہوئے ، اسمبلی میں یہ اپیل نہیں کیا کیونکہ وہ خود ممبر ہی موجود نہیں ہیں تو پھر کون ان بے چارے لوگوں کے مسئلے اسمبلی میں اٹھائے ۔ اس لحاظ سے بھی یہ جو آرڈر ہے قانون کے آرٹیکل نمبر ۱۰ کے سراسر خلاف

ہے ۔ اسکا کوئی جواز نہیں ہے کہ وہاں کے عوام کو محروم کیا جائے اور جناب جیلانی کو تنگ کیا جائے تا کہ وہ اپنی وفاداریاں تبدیل کرنے پر مجبور ہوں ۔ اسکے سوا محض ان کا کوئی مقصد نہیں ہے ۔ جناب والا ! یہ آرڈر جو ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس پر صوبہ سرحد کی صوبائی اسمبلی میں بحث ہوئی ہے ۔ لیکن وہاں پر یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ یہ آرڈر چوں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے جاری کیا ہے اسلئے یہاں پر بحث نہیں ہوسکتی ۔ جناب والا ! وہاں پر ممبران اسمبلی کے استحقاق کا طریقہ یہ ہے اور وہاں کے قوانین میں یہ ہے کہ کہ اسمبلی کا اجلاس ہورہا ہو ، ممبر اسمبلی میں حاضر ہوگا ، اگر اسمبلی شروع نہ ہوئی ہو اور اس قسم کے آرڈر کسی ممبر کو ملیں تو وہ اسمبلی میں نہیں بیٹھ سکتا ۔ تو اسلئے اسمبلی کا اجلاس شروع نہیں تھا یہ آرڈر ملنے سے پہلے ان کو صوبہ سرحد سے نکال دیا گیا ۔ لیکن اب تک وہ جھگڑا چل رہا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مسئلہ اسمبلی میں اٹھا تھا ۔ لیکن یہ آرڈر جو فیڈرل گورنمنٹ کا ہے بالکل غیر قانونی ہے ۔ آپ تو بہت قابل ہیں اور ایک قابل جج کی حیثیت سے آپ نے بہت سی interpretations کی ہیں ۔ جناب والا! میرے خیال میں یہ آرڈر بالکل غیر قانونی ہے ۔

جناب چیرمین ! میں آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا اور کچھ ہوا ہے ۔ کیا ہوا ہے ؟

جناب شہزاد گل : جناب والا ! گورنمنٹ نے جو آرڈر کیا ہے وہ illigal ہے یعنی کہ جنرل جیلانی کے electorate کو متواتر representation سے محروم کیا جارہا ہے اور گورنمنٹ نے جو Order کیا ہے وہ illegal ہے اور اس طرح کے آرڈر سے جنرل جیلانی کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ اپنی وفاداری کو تبدیل کریں ۔

جناب چیرمین : دیکھئے ناں آپ نے فرمایا ہے کہ اگر ان کے خلاف کوئی ایسی شہادت موجود ہو جس سے ثبوت ملتا ہو کہ وہ دشمن کے لئے کام کر رہے ہیں یا ان کے ساتھ ان کے کوئی تعلقات ہیں ۔ یا باہر سے ان کو ہدایات مل رہی ہیں اور وہ ان پر عمل کر رہے ہیں تو پھر ان پر مقدمہ چلایا جائے ۔۔۔

جناب شہزاد گل : جی ہاں ۔

جناب چیرمین : دیکھئے ناں آپ کے اس استدلال میں مجھے کوئی خاص فورس نظر نہیں آئی ، کیوں کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ ایک ایسے شخص کا پولیس ۱۱۰ کے تحت چالان کر لیتی ہے یا کرسکتی ہے ۔۔۔

جناب شہزاد گل : جی ہاں -

جناب چیرمین : - - - جس کے برخلاف ہمیشہ یہ شکایت ہوتی ہو کہ وہ عادی چور ہے ، سمگلنگ کرتا ہے ، بدمعاشی کرتا ہے ، Cattle lefier ہے ، چوری کا مال اپنے پاس رکھتا ہے - اس کے برخلاف بڑی شکایتیں ہیں - اس لئے اس کو ۱۱۰ کے تحت پابند ضمانت کیا جائے - لیکن کل آپ عدالت میں جائیں اور کہیں کہ اس نے کوئی چوری کی ہے - اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہے - یہ Cattle lefier ہے - اس نے کوئی بدمعاشی کی - سمگلنگ کی ہے ، چوری کا مال اپنے پاس رکھا ہے تو پھر اس پر مقدمہ چلاؤ - عدالت میں چالان پیش کرو - آپ اس کو دفعہ ۱۱۰ پر کیوں لے جاتے ہیں - آپ دیکھیئے ناں میری بات درست ہے یا نہیں ؟ اگر کسی کے برخلاف کوئی ایسی شکایت ہے کہ وہ عادی چور ہے - - -

جناب شہزاد گل : جناب والا ! اس کو صفائی کا موقع تو ملنا چاہیئے -

جناب چیر مین : میری بات تو سنئے - آپ یہ کہتے ہیں کہ آئین کی اس دفعہ کے اس آرٹیکل کے تحت اس کو ہاتھ بھی نہ لگائیں - یا اس پر مقدمہ چلایا جائے - اب آئین خود بھی یہ کہتا ہے کہ اگو کسی کے خلاف آپکو کوئی ایسا شک ہو کہ وہ دشمن سے ہدایت لے کر اس پر عمل کرتا ہے یا باہر کے کسی دشمن کے ساتھ ملا ہوا ہے یا کوئی اور ایسی بات ہے تو آپ اس کو پابند کرسکتے ہیں - یہ ضروری نہیں ہے کہ اس پر آپ مقدمہ ہی چلائیں - اب مجھے جو مشکل ہے - وہ یہ ہے - - -

(Interruptions)

Mr. Chairman : No, no. I am not going to decide it. Khawaja Sahib, I am not going to give my ruling.

- - - وہ یہ ہے کہ اگر واقعی وہ خلاف قانون قدم ہے تو پھر آپ اس کو عدالت میں چیلنج کریں - ہائی کورٹ ہے ، سپریم کورٹ ہے - آپ کے لئے اتنی remedies open ہیں -

You can challenge this order if it is illegal or unconstitutional. The remedy lies in a court of law. You can approach the court of law. But I fail to understand how the Senate can interfere, how the Senate can hold that tt is an unconstitutional and illegal order. Please see that we are dealing with adjournment motions.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! جہاں تک ۱۱۰ کی ضمانت کا تعلق

ہے تو میں مودبانہ گذارش کروں گا کہ ۱۱۰ کا order جب مجسٹریٹ issue کرتا ہے تو ملزم کو صفائی کا موقع دیا جاتا ہے اور صفائی کو نہ قبول کرتے ہوئے اسے پابند ضمانت ہونے کا آرڈر issue کیا جاتا ہے ۔ یہ تو نظربندی ہے اور اس میں انہیں صفائی کا موقعہ بھی نہیں دیا جارہا ہے یا ان کے خلاف اگر کوئی ایسا الزام ہے تو آپ پیش کریں ۔ یا انہیں اپنی صفائی میں کچھ کہنے کے لئے پیش کریں لیکن یہ تو نہیں ہو رہا ہے ۔ انہیں صفائی کا موقعہ ہی نہیں ملا ہے ۔ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں گیا ۔ پشاور ہائیکورٹ میں گیا ۔ ہم نے ہائیکورٹ میں دس writs کئے ہیں ۔ سب نے یہ hold کیا ہے کہ یہ آرڈر unconstitutional ہے اور پھر ان کو رہا کیا گیا ۔ اب ہر بار ہم ہائیکورٹ میں جائیں اور ہر بار رٹ کریں اور جب رٹ کرتے ہیں تو ان کو رہا کر دیا جاتا ہے اور جب رٹ infructous ہو جاتی ہے تو پھر وہ fresh آرڈر issue کر دیتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا ۔

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! میں کچھ عرض کروں ؟ ۔۔۔

جناب چیر مین : میں تو آپ کو بولنے کی باری دیتا ہوں مگر آپ کا ساتھی آپ کی باری نہیں آنے دیتا ۔

خواجہ محمد صفدر : جناب والا : میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا کہ جو مسائل اس تحریک التوا میں اٹھائے گئے ہیں میری رائے میں وہ غیر متعلقہ ہیں کیوں کہ ہمارے قواعد و ضوابط میں تحریک التوا کے لئے قواعد نمبر 69, 70, 71 ۔۔۔

جناب چیر مین : کس نے اٹھائے ہیں ؟

خواجہ محمد صفدر : میرے ادھر کے دوست نے یا ادھر کے دوست نے جو مسائل اٹھائے ہیں ۔ یہ غیر متعلقہ ہیں ۔ اس میں صرف اتنی بات درج ہے ۔

"Subject to the Constitution and these rules, no discussion of a matter of general public importance shall take place except on a motion made with the consent of the Chairman ". This is rule 69, Sir.

"70. Notice of a motion under rule 60 explaining the matter proposed to be discussed, shall be delivered to the Secretary in quadruplicate not less than two hours before the commencement of the sitting in which the motion is proposed to be moved and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Chairman, the Leader of the House the Minister concerned and the Minister for Law and Parliamentary Affairs."

خواجہ محمد صفدر ! اس کے قاعدہ نمبر 71 میں تحریک التوا کے متعلق شرائط درج ہیں ۔

"71. A motion shall not be admissible unless it satisfies the following conditions, namely :-

(a) it shall raise an issue of urgent public importance;"

تحریک التواپر تبھی بحث ہوسکتی ہے جب یہ مسئلہ urgent public important کا ہو تو ۔ اگر ایسا نہیں ہے تو نہیں ہوسکتی ہے ۔ یہ عدالت میں جائے یا نہ جائے ۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر یہ عدالت میں چلا جائے گا تو subjudice ہو جائے گا اور اس کے خلاف رٹ تو دائر ہوسکتی ہے مگر ہم اس پر بحث نہیں کرسکتے ۔

(b) it shall relate substantially to one definite issue;

(c) it must be of recent occurrence.

تیسری بات یہ ہے ۔ اور علیٰ ہذا القیاس کہ نیشنل اسمبلی میں اس پر بحث ہوئی تو نہیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ فاضل وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور نے جو اعتراض اٹھایا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ یہ حکم عام قوانین کے تحت جاری کیا گیا ہے ۔

under the ordinary admnistration of law.

Malik Mohammad Akhtar: On a point of order, Sir. My honourable colleague and a very elderly person is misstating the facts. I have not raised this issue that this has been made under an ordinary law. I know it is under a peculiar law. Secondly I have not raised only one objection but I have raised three objections. It is not a matter of public importance; this action has been taken by the Federal Government on being a matter of great public importance; and the adjournment motion itself is against public importance. Sir I am going to raise another point after he has spoken.

خواجہ محمد صفدر : ایک ہی دفعہ اعتراض کر لیجئے تاکہ میں سب کا جواب دے سکوں ۔

Malik Mohammad Akhtar : Sir the matter is not specific—"His time and again detention and internment and externment has deprived his electorate" etc. They want to discuss the whole story. The matter is not specific even. So I am sorry, my learned friend, a very respectable and wiseman was misquoting rule 71 (a) that it is a matter of urgent public importance. He was not correct when he was saying that it related to one definite issue. It does not relate to one deninie issue. It is not a matter of publtc importance. Sir, as I said that it is a a constitutional order and I repeat that the order has been made under the provisions of the Constitution as Article 10 is a Constitutional provision.

خواجہ محمد صفدر : اب تین چار اعتراض ہوگئے ہیں ۔

Malik Mohammad Akhtar : Kindly take out the tape of what I have said.

خواجہ محمد صفدر : میں ایک ایک کرکے سب اعتراضات کا جواب عرض کرتا ہوں ۔ پہلے انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ پہلے بھی جنرل جیلانی نظر بند کئے جاتے رہے ہیں ۔ لیکن وہ تو برسبیل تذکرہ ہے ،

اصل مسئلہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت نے جو حکم جاری کیا ہے کہ وہ صوبہ سرحد سے نکال کر جنرل مذکور کو لاہور میونسپل کارپوریشن کی حدود میں رکھا جائے ۔ اصل مسئلہ یہ ہے ۔ جس کو ہم زیربحث لانا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ یہ مسئلہ specific بھی ہے اور اس میں کسی قسم کا ابہام بھی نہیں ہے۔ کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہے ۔ دوسرا اعتراض محترم وزیر مملکت نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ تحریک التوا اہمیت عامہ کی حامل نہیں ہے اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کی عوامی اہمیت کے پیش نظر یہ حکم جاری کیا ہے ۔ تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کی گرفتاری اور externment عوامی اہمیت کی حامل ہے ۔ اس کے لئے میں رولنگ بھی پیش کروں گا ۔ تیسرا اعتراض انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ آرڈر Constitutional ہے اور constitution کے تحت کیا گیا ہے ۔ بہر حال وہ ایک ایسی بات ہے جس کا میں برسبیل تذکرہ کروں گا ۔ کیونکہ یہ معقول اعتراض نہیں ہے ۔ جناب والا ! میں جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

Decision from the Chair 1941-45 Page 4, Decision No. 356

Sir, I quote, in this connection Ruling No. 356 from the Decisions of the Chair.

356. ADJOURNMENT MOTION : TO DISCUSS ARREST AND DETENTION OF PERSON UNDER ORDERS OF GOVERNMENT OF INDIA : WHEN IN ORDER.

An Adjournment motion was sought to be moved to discuss the arrest and detention of Mr. Sarat Chandra Bose under the orders of the Government of India. The Government objected on the ground that the order was passed in the ordinary administration of the law but the President, holding the motion in order, observed :

"I do not think this is a case which can be said to be covered by the doctrine relating to ordinary administration of law. A question like this is analogous to cases which have been dealt with by this House on an adjournment motion relating to person arrested under Regulation 3 of 1818. The phrase, "ordinary admintstration of law", I might explain to the House, refers to cases where a person is arrested or detained under an ordinary process of law for instance, by a magistrate or any other similar authority. Here what is complained of is an act of the Government of India itself. No doubt the Government of India are acting under a certain law. All acts of the Government of India are under particular laws, for instance, the Act of 1935 from which they derive all their powers. But that is no answer to a motion like this."

جناب والا ! مسٹر سرت چندر بوس کو Regulation 3 of 1818 کے تحت گرفتار کیا گیا تھا ۔ محترم وزیر صاحب کو یہ بھی اعتراض ہے کہ وہ فرد واحد کی گرفتاری ہے ۔ مسٹر سرت چندر بوس بھی اسی لحاظ سے فرد واحد تھا اگرچہ اس زمانہ میں وہ ہندوستان کے رہنماؤں میں شمار ہوتا تھا ۔ جنرل جیلانی جن کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے ، ان کی شخصیت کو میں بھی جانتا

ہوں آپ بھی جانتے ہیں اور عوام بھی جانتے ہیں اس لئے جہاں تک مسئلہ کی اہمیت کا تعلق ہے وہ واضح ہے - جنرل جیلانی کو ایسے قانون کے تحت صوبہ بدر کیا گیا جو کہ عام قوانین میں شامل نہیں بلکہ مخصوص قانون ہے - جہاں تک محترم وزیر مملکت کا یہ اعتراض ہے کہ یہ مسئلہ specific نہیں ہے - یہ ایک سیدھی سی بات ہے جو کہ ابھی اس تحریک التوا میں بیان کی گئی ہے - باقی عبارت تو صرف پس منظر کو ظاہر کرنے کے لئے لکھی گئی ہے - اصل مسئلہ جو زیر بحث لانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ جنرل جیلانی کو صوبہ سرحد سے نکال کر لاہور کارپوریشن کی حدود میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے - ہم اس مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں --- جہانتک عدالتوں کا سوال ہے ، جو لوگ گرفتار ہوتے ہیں وہ عدالتوں میں جایا ہی کرتے ہیں لیکن اس ایوان میں بھی قواعد اور آئین کی رو سے ان مسائل پر بحث کی جاسکتی ہے - جب حکومت لوگوں کو ناجائز طور پر اپنی جانب سے جائز صحیح لیکن عوام کے نقطۂ نظر سے ناجائز طور پر نظر بند کرتی ہے - لوگوں کو محبوس کرتی ہے ان کو جیلوں میں ڈالتی ہے ، ان کی زباں بندی کرتی ہے - ان باتوں کے خلاف احتجاج کے طور پر اس ایوان میں یا مرکزی اسمبلی میں اس مسئلہ کو اٹھایا جائے تو وہ قانون اور قواعد کے مطابق ہوگا ---

جناب چیرمین : شکریہ -

Thank you. Do you want to say anything?

Malik Mohammad Akhtar : No, Sir, I have raised four technical objections and none has been replied by them.

Mr. Chairman : There is a ruling in your favour and there is a ruling against you.

Khawaja Mohammad Safdar : Let me see.

Mr. Chairman : Yes, there are rulings for and against.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! جہاں تک نظربندی کا تعلق ہے یہ ہمیشہ اسمبلیوں میں بذریعہ تحریک التواء زیر بحث آتی رہی - ان کے متعلق ہو سکتا ہے کوئی ایک آدھ رولنگ خلاف ہو لیکن بہت بڑی تعداد ان رولنگوں کی ہوگی جو میرے حق میں ہوں گی اور ہمیشہ سے یہ ایک دستور چلا آیا ہے کہ جب کبھی Preventive Detention کا حکم صادر کیا گیا یا externment یا interntment کا حکم جاری ہوا ہو تو وہ پارلیمنٹ اور اسمبلیوں میں زیر بحث لایا جاتا رہا - بشرطیکہ اس مسئلہ کا تعلق اس حکومت سے ہو -

Mr. Chairman : The matter related to the Federal Government?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes Sir.

Mr. Chairman : But why was this privilege motion brought before the Provincial Assembly of N. W. F. P.

Khawaja Mohammad Safdar : This was moved in the Provincial Assembly. As far as my friend has just told me that this adjournment motion was moved in the Provincial Assembly but the Government ....

Mr. Chairman : Privilege motion ?

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir. I am not talking of the privilege motion. I am talking only of the adjournment motion. An adjournment motion was moved in the Provincial Assembly but the Provincial Government took this attitude and stated that this order was not an order passed by the Provincial Government.

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir.

Mr. Chairman : I am told that it was privilege motion.

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir.

(After consulting Mr. Shahzad Gul)

Khawaja Mohammad Safdar : On another occasion a privilege motion was moved. We are not discussing that. We are discussing and we have referred to the adjournment motion moved in the Provincial Assembly, where the Provincial Government stated that order of externment was not passed by the Provincial Government and, therefore, the Provincial Assembly was not competent to discuss the matter as the order was passed by the Federal Government. Now, we have come here because the order has been passed by the Federal Government. Therefore, please allow us to discuss the matter threadbare over here.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! یہ تحریک التوا اسمبلی میں پیش کی گئی letter وہاں پڑھ کر سنایا گیا یہ حکم وفاقی حکومت نے جاری کیا ہے اور پبلک importance تو - - -

Mr. Chairman : Why has this paper been referred to me ?

جناب شہزاد گل : جناب والا ! یہ بتانے کے لئے کہ یہ حکم وفاقی حکومت کا ہے

Mr. Chairman : It was not admitted. Was it?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, Sir.

Mr. Shahzad Gul : It was thrown out because the order was passed by the Federal Government.

Mr. Chairman : Does this relate to adjournment motion or privilege motion — because twin motions were tabled, one was adjournment motion and the other was privilege motion ?

جناب شہزاد گل : جناب والا ! privillage motion کے تحت تھا کہ میں اسمبلی کا ممبر ہوں اسمبلی کا اجلاس جاری ہے اور میں اسمبلی میں موجود ہوں لہذا اسمبلی کے اختتام تک مجھے صوبہ بدر نہ کیا جائے اس کا تعلق ہمارے ساتھ نہیں ہے ۔ یہ ایک تحریک التوائ اس بارے میں تھی کہ یہ حکم جو ہے یہ غیر قانونی ہے انھوں نے کہا کہ وفاقی حکومت نے جاری کیا ہے لہذا ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور انہوں نے یہ تحرک التوا مسترد کردی ۔

Mr. Chairman : Was this order passed on 15th ?

Mr. Shahzad Gul : Yes, Sir.

Mr. Chairuan : This was served on 15th and this is what you say in your adjournment motion.

Mr. Shahzad Gul : Yes, Sir.

Mr. Chairman : Then why did you not come to the House on 18th November?

آپ نے ۱۸ کو نہیں دیا ہے -

جناب شہزاد گل : سر ! اس دن ہاؤس میں business نہیں ہوا تھا - مرحوم نور الامین صاحب کی فاتحہ ہی کی گئی تھی -

جناب چیرمین : ۱۸ کو ہے تو پھر ذرا سجھے دیجئے -

Malik Mohammad Akhtar : It was received on 19th at 10.45 a. m. It is incorrect statement.

Mr. Chairman : It was received here on the 19th. You may have given on the 18th. Why you did not avail of the earliest opportunity? You tell me this. After all, you see, such like adjournment motions or privilege motions are always opposed on technical grounds and this is also a technical ground.

جناب شہزاد گل : جناب والا ! ٹائپسٹ نے نوٹس آفس میں دینے میں کوتاہی کی ہوگی تو وہ الگ بات ہے میں نے ۱۸ کو لکھا تھا - ۱۸ کو ٹائپ کیا تھا - میرے پاس ۱۸ کو لکھا ہوا ہے -

جناب چیرمین : دیکھئے ناں آپ کے پاس جو پنسل سے لکھا ہوا ہے اس سے ہمارا تعلق تو نہیں ہے - میرا تمام سیکریٹریٹ تو جھوٹ نہیں کہہ سکتا یہاں پر لکھا ہے - نوٹس رسیوڈ انیس تاریخ

It was received on the 19th at 10. 45 and according to the rule quoted by Khawaja Muhammad Safdar "Notice of a motion under Rule 69, explaining the matter proposed to be discussed, shall be delivered to the Secretary in quardruplicate not less than two hours before the commencement of the sitttng in which the motion is proposed.

جناب چیرمین : آپ نے ۱۹ کو دیا ہے ۱۸ کو نہیں -

جناب شہزاد گل : فرض کیجئے اگر ۱۸ کو دی ہے تو اس کا نمبر آیا ہے -

مداخلت

جناب چیرمین : آپ کو یاد ہونا چاہئے ۱۸ کو میرے پاس درجنوں ایڈجورنمنٹ موشن آئی تھیں - آپ نے ۱۹ کو دیا ہے - نمبر ۲۸ آیا ہے - اگر درجنوں نہیں تھیں تو ایک درجن سے زیادہ تھیں آپ جیلانی صاحب کو بھول گئے - آپ نے پرواہ ہی نہیں کی -

جناب شہزاد گل : رسیو کرنے میں اتنا وقت لگ گیا ہو گا - وہ رسیو

کرتے کرتے تھک گئے ہوں گے اور اس کا نمبر ۱۹ کو آیا ہوگا -

جناب چیر مین : اگر آپ کے یہی آرگومنٹ ہیں تو -

You didn't avail of the earliest opportunity. Ruled out.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا نماز کا وقت بہت پہلے گزر چکا ہے -

Mr. Chairman : Now, we adjourn the House for 20 minutes (The House adjourned for Maghrib Prayers).

(House reassembled after Maghrib prayers)

MESSAGE FROM SECRETARIAT *RE :* RETURN OF THE LABOUR LAW (AMENDMENT) BILL, 1974 UNADOPTED BY THE NATIONAL ASSEMBLY.

Mr. Chairman : There is a message from the Joint Secretary, National Assembly addressed to the Secretary Senate Secretariate :

"Dear Sir,

I am directed to refer to your message No. F.26(42) /74 Legis, dated the 30th August, 1974, forwarding a copy of the Labour Law (Amendment) Bill, 1974, passed by the Senate and to state that the National Assembly could not pass the said Bill within ninety days of its receipt, as required by Article 71 (2) of the Constitution. Therefore in pursuance of Rufe 120 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly, 1973 a copy of the Bill, as passed by the Senate, is returned herewith. Kindly acknpwledge receipt."

Now we take up these motions. Motion No. 2. I think it was deferred regarding the Joint Committee to be constituted, that stands over.

Now, we take up another motion under Rule 487 this is No. 3. Yes, Khawaja Sahib it is your motion.

MOTION *RE :* NON - REPATRIATION OF PAKISTANIS STRANDED IN NEPAL

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That situation arising out of non-repatriation of Pakistanis, who are stranded in Nepal be taken into consideration".

Mr. Chairman : The motion moved is :

"That situation arising out of non-repatriation of Pakistanis, who are stranded in Nepal be taken into consideration.."

خواجہ محمد صفدر : جناب چیرمین ! میں آج ایک ایسے مسئلے کے متعلق آپ کے سامنے اور آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کرنے والا ہوں - جو میرے نزدیک پاکستانی کی حیثیت سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے - نہ صرف یہ کہ ہماری وفاقی حکومت نے اس مسئلے کو حل کرنے میں کوتاہی کی ہے کہ وہ ان پاکستانیوں کو جو گذشتہ تین برس سے یا اس سے زیادہ عرصے سے نیپال میں رکے پڑے ہیں - ان کو پاکستان مین لے جانے میں ابھی تک ناکام رہی ہے اور یہ مسئلہ تعطل و تاخیر کا شکار

ہوتا رہا ہے۔ جناب والا! اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر میں نے سینٹ کے گزشتہ دو تین اجلاسوں میں اس مسئلے کو تحریک التوا کے ذریعے سوالات کے ذریعے پیش کرنے کی سعی کی، لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہماری حکومت نے اس مسئلے کو جس کو حل کرنا اس کے اولین فرائض میں شامل ہے جو مسئلہ انتہائی سیاسی اہمیت کا بھی حامل ہے اور جو ایک انسانی مسئلہ بھی ہے۔ اس میں کچھ بھی نہ کرکے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنا اور ان مصیبت زدہ اور مفلوک الحال لوگوں کی مدد نہ کرنا جو غیر ممالک میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ پاکستانی ہیں اور وہ یقیناً اس دعویٰ میں سچے ہیں۔ ان کی مدد نہ کرکے میری رائے میں اپنے فرائض میں مجرمانہ غفلت برتی ہے۔ جناب والا! بعض لوگ گذشتہ تین سال اور بعض دو سال سے زائد عرصہ سے غریب الدیار کی حیثیت سے کھٹمنڈو میں پڑے ہیں۔ ان کی تعداد ۲۱۰۰ کے لگ بھگ ہے اور اس میں ۸۰۰ سے زیادہ نابالغ بچے ہیں۔ ان کا کوئی ذریعہ روزگار نہیں ہے۔ ان کا وہاں کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ میں مانتا ہوں کہ سابقہ ایک سال سے کم عرصہ ہوا کہ ہماری حکومت نے انسانی ہمدردی کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا کہ ایک قلیل ماہانہ وظیفہ ان کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ یہ ایک اچھا کام کیا ہے لیکن اس مہنگائی کے زمانے میں ان کے لئے جو وظیفہ مقرر کیا گیا ہے۔ وہ بالکل ناکافی ہے اور قطع نظر اس بات کے کہ ان کو یہ وظیفہ دیا بھی جاتا ہے یا نہیں دیا جاتا۔ ان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے ملک میں واپس بلایا جائے۔ جناب والا! یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے سقوط ڈھاکہ کے بعد یا اس سے قبل مکتی باہنی کے غنڈوں اور درندوں کے ہاتھوں اپنی جانیں بچانے کے لئے مشرقی پاکستان کو خیر باد کہا اور بھارتی درندوں کے چنگل سے بچتے بچاتے کھٹمنڈو پہنچ گئے۔ میں کھٹمنڈو کی حکومت کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمارے بھائیوں کے لئے اپنے دروازے کھلے رکھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ہزاروں لوگ اس کوشش میں تھے کہ وہ کھٹمنڈو پہنچ جائیں۔ لیکن اکثر ہندوستان کا علاقہ عبور کرتے وقت اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ میرے پاس ایسے خطوط موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی پاکستان سے وہ راستہ جو شمال کی طرف کھٹمنڈو کو جاتا ہے۔ اس راستے میں ہزاروں انسانوں کی بوسیدہ ہڈیاں بکھری پڑی ہیں۔ وہ کن لوگوں کی ہڈیاں ہیں۔ وہ پاکستانیوں کی ہڈیاں ہیں۔ وہ لوگ پاکستانی تھے اور اب بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی جانیں پاکستان کے لئے نچھاور کی ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو تقسیم برصغیر کے زمانے میں بھی ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے مختلف حصوں سے ہجرت کرکے مشرقی پاکستان چلے گئے تھے۔ وہ اس زمانے میں لٹے اور اب دوبارہ پھر لٹے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ پاکستان ان کو کھلے ہاتھوں لیتا اور ہم ان کی عظیم

قربانیوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کو خوش آمدید کہتے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے سوالات کا جواب دیتے ہوئے اور میری تحریک کا جواب دیتے ہوئے میرے معزز و محترم وزرا میں سے ایک صاحب نے یہ کہا تھا کہ وہ ان کو پاکستانی نہیں سمجھتے - اپنے خیال کے مطابق انہوں نے درست کہا تھا - اس لئے کہ ہماری وفاقی حکومت کا حکم ہے کہ ہم ان کو stranded پاکستانی نہ لکھیں - ان کا رجسٹریشن بطور پاکستانی نہ کی جائے اور ہزاروں حیلوں اور بہانوں سے ان کو وہاں روکے رکھنا ہے - مجھے یاد ہے کہ میرے محترم وزیر مملکت برائے امور خارجہ جناب عزیز احمد صاحب نے ایک دفعہ یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ہماری کوشش یہ ہے کہ بنگلہ دیش حکومت ان کو واپس لے لے کیونکہ وہ طے شدہ category میں نہیں آتے - جو معاہدہ ڈھاکہ حکومت اور اسلام آباد حکومت کے درمیان طے پایا ہے - اس معاہدہ کی رو سے وہ پاکستان کی ذمہ داری نہیں ہے - میں اپنے نہایت ہی واجب الاحترام بزرگ اور دوست سے یہ درخواست کروں گا کہ کیا انہوں نے پاکستان سٹیزن شپ ایکٹ ۱۹۵۱ء کا مطالعہ فرمایا ہے اور اگر انہوں نے نہیں فرمایا - تو میں آج ان کے سامنے اس کی ایک دو دفعات پیش کرتا ہوں -

Pakistan Citizenship Act, 1951 section 3, paragraph (d) ;

"At the commencement of this Act, every person shall be deemed to be a citizen of Pakistan who before the commencement of this Act migrated to the territories now included in Paktstan from any territory in the Indo-Pakistan sub-continent outside those territories with the intention of residing permanently in those territories."

جناب چیرمین : یہ کتاب ذرا دے دیں -

خواجہ محمد صفدر : ابھی دیتا ہوں - جناب والا ! یہ ان لوگوں کی تعریف ہے جو خود ہجرت کرکے آئے - لیکن جناب والا ! اگر آپ سیکشن چار کو دیکھیں - ''سٹیزن شپ بائی برتھ،، ان کے بچے جو پاکستان بننے کے بعد پیدا ہوئے ہیں - وہ اپنی پیدائش کے لحاظ سے ہمارے شہری ہیں - اس کے بعد آپ سیکشن پانچ ملاحظہ فرمائیں "Citizanship by descent" جو غیر پاکستانیوں کی اولاد ہیں لیکن انہوں نے بعد میں پاکستانی شہریت اختیار کر لی - وہ دفعہ پانچ کے تحت پاکستانی شہری ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہے - اس قانون میں ابھی تک کوئی ترمیم نہیں ہوئی - اور کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ وہ لوگ جو ۲۷ سال سے زیادہ عرصے سے نام نہاد بنگلہ دیش میں رہائش پذیر تھے - وہ ہجرت کی بنا پر پاکستانی ہیں اور جو ان کی اولاد ہے وہ اپنی پیدائش کی وجہ سے پاکستانی ہے اس لئے میں وفاقی حکومت کے اس موقف سے قطعی طور پر اتفاق کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ وہ

پاکستانی نہیں ہیں ۔ وہ پاکستانی ہیں کیوں کہ اس قانون میں آج تک کوئی رد و بدل نہیں ہوا ۔ البتہ میں یہ ضرور کہوں گا کہ ہم نے اپنے شہریوں کی حفاظت کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا ۔ ہمارا فرض تھا کہ ایک آزاد حکومت کی حیثیت سے آزاد مملکت اپنے ایک ایک شہری کے لئے ہزاروں ، لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے صرف کرکے ان کی جان و مال کی حفاظت کرتی ہے ۔ ابھی حال ہی کا واقعہ ہے کہ انڈیز جنوبی امریکہ میں واقعہ پہاڑ میں چند امریکن پھنس گئے ۔ وہ ایک بہت اونچا پہاڑ ہے ۔ ان کو بچانے کے لئے امریکن حکومت نے جتنے بھی پاپڑ ہو سکتے تھے بیلے ، جو کچھ کر سکتے تھے کیا ۔ ہوائی جہاز بھیجے ، امدادی پارٹیاں بھیجیں ۔ اتفاق سے کچھ لوگ بچ گئے جو کہ اپنے ساتھیوں کا گوشت کھا کر زندہ رہے ۔ اس طرح حکومتیں اپنے شہریوں کی حفاظت کرتی ہیں ۔ ہماری طرح نہیں کہ مارچ میں UNICEF کی جانب سے جو امداد ملتی تھی وہ بند ہوگئی اور ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے یہ مصیبت کے مارے لوگ مشرقی پاکستان سے کھٹمنڈو پہنچے اب مارچ سے نومبر تک کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن ہمیں یہ بھی توفیق نہیں ہوئی کہ وہاں ایک ہوائی جہاز بھیج دیں ہم یہاں تو ڈھائی ارب روپے کا سنٹرل ایکسپورٹ بورڈ بنانے کے لئے تیار ہیں اور ہر طرح کی عیاشیوں پر سرمایہ خرچ کرنے کو تیار ہیں لیکن ان محب وطن پاکستانیوں کو مصیبت اور خوفناک حالات سے بچانے کے لئے ہم ایک پیسہ بھی خرچ کرنے کو تیار نہیں ۔ میں جانتا ہوں کہ شاید میرے محترم دوست یہ کہیں کہ ان میں سے بعض افراد ڈھاکہ اور اسلام آباد کی حکومتوں کے درمیان معاہدہ کی شرائط پر پورے نہیں اترتے تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ان کا یہ موقف درست نہیں ؟ چلئے ایک منٹ کے لئے میں ان کے مؤقف کو مان لیتا ہوں ۔ وہ ۲۸۴ افراد جو مذکورہ معاہدۃ کی شرائط پر پورے اترتے ہیں اور جس کو آپ نے پاسپورٹ جاری کردیا ہوا ہے ۔ آپ نے ان کے لئے کیا کیا ہے ! مارچ سے نومبر تک انہیں یہاں کیوں نہ لایا جاسکا ؟ لیکن میں آپ کے مؤقف سے قطعی طور پر اختلاف کرتا ہوں ۔ ان ۲۱۷ کے علاوہ ساڑھے سترہ سو افراد جو وہاں پڑے ہوئے ہیں وہ بھی پاکستانی ہیں ۔ جناب والا ! میرے پاس پوری فہرست ہے لیکن میں پڑھوں گا نہیں ۔ ان میں سے بعض بلکہ اکثر وہ نوجوان ہیں جو پاکستانی حکومت کے کہنے پر آپ کی فوج کے دوش بدوش بھارتی درندوں اور مکتی باہنی کے وحشیوں سے برسرپیکار رہے اور بعض نے اپنی جانیں قربان کردیں ان میں سے جو باقی بچے وہ یہ بدقسمت پاکستانی ہیں جو کہ اب پردیس کی صعوبتوں سے دوچار ہیں ۔ اس وقت تو یہ پاکستانی تھے جب انہیں بھارتی فوجوں کے سامنے کھڑا کرنا تھا لیکن اب وہ لوگ پاکستانی نہیں ہیں ۔ جناب والا ! آپ ذرا غور فرمائیں ۔ آج وہ

لوگ جو کہ اپنے وطن عزیز پر جانیں قربان کرنے کے لئے تیار تھے آج انہیں پاکستانی نہیں سمجھا جاتا - حضور والا! اگر آج ہمارے حکمران ان لوگوں کی دستگیری نہیں کریں گے تو پھر خدانخواستہ اگر کل کوئی مشکل ملک کو پیش آئی تو کون اپنی جانیں پیش کریں گے ؟ اگر آپ کا رویہ یہی رہا - ان افراد میں سے دو ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹر ہیں اور ایک ان میں سے ڈھاکہ یونیورسٹی کا پروفیسر ہے اور بیسیوں کی تعداد میں مشرقی پاکستان ریلوے کے ٹیکنیشن ہیں - ہمارے یہاں کی صورت حال یہ ہے کہ ہمیں ڈاکٹر نہیں ملتے ہیں لیکن جو ڈاکٹر یہاں آنا چاہتے ہیں ہم ان کو لانا نہیں چاہتے - افسوس صد افسوس کہ جو لوگ مادر وطن کی گود میں آنا چاہتے ہیں - ہماری حکومت ان کو مادر وطن کی گود میں آنے کی اجازت نہیں دیتی --- جناب والا ! ان کی کیفیت یہ ہے کہ ان افراد میں سے ۳۶ افراد ۷۲-۱۹۷۱ء میں اور ۱۳۵۶ افراد ۱۹۷۳ء میں کھٹمنڈو پہنچے اور ۶۹۰ افراد ۱۹۷۴ء میں کھٹمنڈو پہنچے - میرے محترم دوست جناب عزیز احمد صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم ان لوگوں کو پاکستان لے آئیں تو پھر اور لوگ بھی پاکستان آنے کی کوشش کریں گے - یعنی دوسروں کو روکنے کے لئے ان کو سزا دی جارہی ہے - کیا فلسفہ ہے؟ جناب والا ! اگر ہماری حکومت دیانتداری سے سمجھتی ہے کہ ان کو یہاں لایا جانا چاہیے اگر ان کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ ان کی حالت زار پر رحم کھانا ضروری ہے تو پھر محض اس لئے کہ ان کے ساتھ اور لوگ بھی آئیں گے ان کو روکا جائے یہ سراسر ظلم ہے زیادتی ہے - مجھے معلوم ہے کہ پاکستان گورنمنٹ نے نیپال گورنمنٹ کو یہ درخواست کی ہوئی ہے کہ وہ اپنے بارڈر بند کردے تاکہ کسی شخص کو مشرقی پاکستان سے کھٹمنڈو پہنچنے کا موقع نہ مل جائے - مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بات پاکستان گورنمنٹ کے شایان شان نہیں ہے - بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ انسانی فطرت کے تقاضوں کے خلاف ہے --- محترم وزیر مملکت تمام حالات و واقعات مجھ سے بہتر جانتے ہیں کیوں کہ ان کے پاس مجھ سے کہیں زیادہ اور وسیع ذرائع ہیں - حکومت کے سارے وسائل ان کے پاس ہیں ، میں تو ایک غریب انسان ہوں --- ان کو معلوم ہے کہ پاکستان کے نام لیواؤں پر وہاں کیا گزر رہی ہے - اب اس صورت میں اگر وہ آپ کی طرف امداد کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں تو ان کا ہاتھ تھامئے- تاکہ لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ اگر کسی مشکل میں انہوں نے حکومت کے لئے کام کیا تو پھر مصیبت کے وقت حکومت اپنے شہریوں کی حفاظت کرے گی- ان شہریوں کی دستگیری کرے گی - جناب چیرمین ! میں اس مسئلہ کو اس لئے اس ایوان میں پیش نہیں کرسکا کہ وفاقی حکومت اور اس کے نمائندوں پر یہ ظاہر کرسکوں کہ

پاکستانی گورنمنٹ کے فرائض کیا ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ ان کو اپنے فرائض معلوم ہیں ۔ ان کو علم ہے ۔ میری یہ رائے تھی کہ میں ان کی خدمت میں اس موقعہ پر التجا کروں گا ، دست بستہ درخواست کروں گا ، ان کے سامنے گڑگڑاؤں گا ، ان کے سامنے روؤں گا ، شاید ان کا دل پسیج جائے اور وہ اپنی مصلحتوں کو چھوڑ کر اس انسانی اور پاکستانی مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے تھوڑی سی توجہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مبذول کریں ۔ کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔ اس ملک کا اربوں کا بجٹ ہے ۔ اگر ہم ان اکیس سو آدمیوں کو جن میں سے ساڑھے آٹھ سو نابالغ بچے ہیں اگر پاکستان میں لے آئیں تو کوئی آسمان نہیں گر پڑے گا ، زمین نہیں پھٹ جائے گی ۔ آخر ۲۳ ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ افراد مشرقی پاکستان سے آ ہی گئے ہیں ۔ دو ہزار کا اضافہ ہو جائے گا تو کون سی بڑی بات ہے اور کچھ نہ سہی انسانی ہمدردی ہی سہی ۔ میں محض انسانی ہمدردی کے نام پر اپیل کرتا ہوں ۔ چھوڑ دیجئے اس بات کو کہ وہ کون ہیں ۔ محض انسانی ہمدردی کے نام پر دردمندانہ اپیل کرتا ہوں خدارا ان پر رحم فرمائیے اور ان غریب الدیار لوگوں کے لئے کچھ کیجیے ۔ شکریہ ۔

جناب چیرمین : شکریہ ۔ آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں نعمانی صاحب ؟

مفتی ظفر علی نعمانی : جناب والا بہت مختصر ۔

جناب چیرمین : ہمارے اس انسانی ہمدردی کے مسئلہ پر محترم خواجہ صاحب نے تقریباً ہر پہلو اجاگر کیا ہے اور ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے ۔

مفتی ظفر علی نعمانی : بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگامے دعا کردن ۔
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

آوازیں : ترجمہ بھی بتائیے ۔

مفتی ظفر علی نعمانی : ترجمہ تو اس کا یہ ہے کہ ہمارے ایمان اور شریعت کا مسئلہ ہے کہ مظلوموں کی فریاد سے انسان کو ڈرنا چاہیے ۔ اس لئے کہ مظلوموں کی جب فریاد ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو قبولیت ہوتی ہے وہ آگے بڑھتی ہے ۔ وہ استقبال کے لئے آتی ہے ۔ تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ان مظلوموں کی بد دعائیں ہم لوگوں کو لگیں اور کہیں ہمارے اوپر اس سے زیادہ مصیبت نہ پڑ جائے ۔ جس مصیبت میں وہ غریب لوگ مبتلا ہیں ۔ شریعت اور اسلام کا بھی مسئلہ ہے ۔ شاید آپ لوگ تاریخ سے واقف ہوں گے ۔ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے

تو نہایت بے سر و سامانی کا عالم تھا ۔ کوئی چیز نہ تھی اور عربوں میں اس زمانے میں یہاں تک ہوتا تھا کہ قوم کے قبیلے کا پانی کا چشمہ بھی الگ ہوتا تھا ۔ اس قدر وہ احتیاط کرتے تھے ۔ ایک چشمہ سے دوسرا قبیلہ پانی نہیں پی سکتا تھا ۔ اتنی احتیاط کرتے تھے ۔ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے ۔ تو سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ جو لوگ بحیثیت مسلمانوں کے حبشہ ہجرت کرکے چلے گئے تھے ۔ سرکار دو عالم نے فرمایا کہ سارے کام چھوڑو ۔ پہلے ان کو لانے کا بندوبست کرو ۔ عربوں کے اپنے وسائل کا ہی ذکر کیا ۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ جیسی صورت بھی ہو ان کے لانے کا بندوبست کرو کیوں کہ وہ مسلمان ہیں ۔ وہ ہم پر ایمان لائے ہیں ۔ جہاں ہم رہیں گے وہاں وہ رہیں گے ۔ اگر ان سب چیزوں کو دیکھا جائے ۔ جناب چیرمین ! تو یہ ہجرت کرنے والے بہاری جو مشرقی پاکستان گئے تھے ، وہ بنگلہ دیش نہیں گئے تھے ، وہ مشرقی پاکستان ہی گئے تھے وہ اس سرزمین پر ہی گئے تھے بلکہ ملازمتوں کے ریکارڈ پر جو لکھا گیا تھا ، وہ ملازم پاکستان لکھا گیا تھا ۔ اب وہ حصہ الگ ہو گیا ہے ۔ میں تو یہ نہیں کہتا ہوں کہ کھٹمنڈو تئیس ہزار سے کچھ زیادہ افراد ہیں ، ان کو لایا جائے ، بلکہ انسانی ہمدردی کا تقاضا تو یہ ہے کہ مشرقی پاکستان میں جتنے بھی پاکستانی ہیں اور جو اپنے آپ کو پاکستانی ڈکلئیر کر چکے ہیں ، اپنے آپ کو پاکستانی لکھا چکے ہیں ۔ جنہوں نے حکومت کے پاس اپنی درخواستیں بھیج دی ہیں ، ان کے لئے اتنی ستم ظریفی اور ظلم کیا جا رہا ہے ۔ میں کھلے الفاظ میں کہتا ہوں کہ محض ایک صوبے کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے ۔ کیوں کہ وہ صوبہ قطعی نہیں چاہتا کہ پاکستانی مشرقی پاکستان سے آئیں ۔ کیوں کہ ان کو خطرہ ہے کہ اگر وہ آئیں گے تو بھاگ کرکے ہمارے کسی نہ کسی علاقے میں آئیں گے ۔

مفتی ظفر علی نعمانی : محض اس نظریے کے پیش نظر آج ہمارے پاکستانی بھائیوں کو نہیں بلایا جا رہا ہے ۔ جس کی وجہ سے انسانیت رو رہی ہے ۔ آج پاکستان کا ہر فرد اور ہر بچہ رو رہا ہے ۔ آخر ایسا کیوں ہو رہا ہے ؟ وہ پاکستانی ہیں انہوں نے پاکستان کو بنایا ہے ۔ اس سرزمین پر ان کا حق ہے ۔ جس طرح آپ کا حق ہے ، اسی طرح ان کا بھی حق ہے ۔ آج کل جو بحث ہوئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ دو ہزار گاڑیاں اس ملک میں آئی ہیں ۔ تو دو ہزار گاڑیاں اس غریب ملک میں آسکتی ہیں اس کے متعلق ہمارے وزیر محترم نے جب مارشل لا کی حکومت سب سے پہلے آئی تھی تو کاروں کی درآمد پر پابندی عائد کردی گئی تھی کہ یہ ملک کاروں کے لائق نہیں ہے ۔ کاریں

نہیں ائیں گی - تو اج اس ملک کے اتنے وسائل ہوگئے کہ کاریں آسکتی ہیں اور چھپے ہوئے ہماری غریب مسلمان اور غریب بھائی وہ بیچارے نہیں بلائے جاسکتے - وہ نہیں آ سکتے ہیں - یہ ہمارے لئے شرم کی بات ہے ! نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہماری پوری حکومت کے لئے شرم کی بات ہے ! آج ہم ان کی وجہ سے یہاں کاریں چلا رہے ہیں ، موٹریں چلا رہے ہیں - ہم حکومت کی کرسیوں پر بیٹھے ہیں - ہمارا فرض ہے کہ ہم سب سے پہلے ان کو یہاں لانے کی فکر کریں - آج وہ کھٹمنڈو میں ہیں اور وہ جہاں کہیں بھی ہوں آج یہاں اس قسم کے خطوط آتے ہیں کہ کھٹمنڈو میں پاکسنانیوں کے پاس کپڑے نہیں ہیں - وہ اپنی ستر پوشی سے بھی معذور ہیں اتنا وہ تکلیف میں مبتلا ہیں - ان کو اتنی دشواریاں پیش ارہی ہیں -

خواجہ صاحب نے فرمایا چار سو یا پانچ سو - جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے کہ حکومت نے تیرہ سو کے متعلق فیصلہ کر لیا ہے - یہ بڑی خوش ائند چیز ہے اور ہم مبارک باد دیتے ہیں کہ تیرہ سو کا فیصلہ کیا گیا ہے - جس طرح تیرہ سو کا فیصلہ کیا گیا - سارے لوگوں کا فیصلہ کیا جائے - اپ کو معلوم ہے کہ پولیس میں ایک ادمی وہ ہے جس کے متعلق سارا ریکارڈ موجود ہے - وہ اپنے تھانے میر پور میں گھر گیا پاکستان کا جھنڈا لہراتا رہا ، اور اس وقت تک پاکستان کا پاکستان کا جھنڈا نہیں چھوڑنے دیا جب تک ہماری ملٹری خاموش ہو کر نہ بیٹھ گئی - اخری وقت تک وہ وہاں لڑتا رہا اور وہ شخص بھی وہاں پھنسا ہوا ہے - وہ یہاں انا چاہتا ہے لیکن کسی صورت میں بھی اس کو یہاں نہیں انے دیا جاتا - یہ کتنے ستم کی بات ہے ، کتنے افسوس کی بات ہے - ایسے ایسے لوگوں کو ہم روک رہے ہیں - اگر وہ چند لاکھ یا چند ہزار اجائیں تو ہماری روٹی تنگ نہیں ہوگی - ہمارا کپڑا تنگ نہیں ہوگا - جو ہمارے پاکستانی ہیں ، ان کو اس ملک میں انے کی اجازت ہونی چاہیے اور لازماً ہونی چاہیے - جہاں تک میرا خیال ہے یہ کوئی ہمارا سیاسی پارٹی پولیٹیکل کا مسئلہ نہیں ہے یہ کوئی ہماری سیاست نہیں ہے - یہ ہر پاکستانی کا فرض ہے - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان کے لیے کوشش کرے - ان کے لئے سعی کرے کہ جس صورت سے ہو ، جس طرح سے ہوسکے وہ بیچارے غریب اس ملک میں اجائیں - حضور والا ! سمجھنا چاہیے - جیسا کہ خواجہ صاحب نے کہا کہ وہ چودہ سال سے جتنی زیادہ عمر کے بچے مشرقی پاکستان میں تھے سب کو چار پانچ روز کی ٹریننگ دے کر سرحد پر لڑنے کے لئے بھیج دیا گیا - وہ صبح تک لڑتے رہے اور جب دیکھا کہ ہماری فوج چھپ چکی ہے ، لاپتہ ہوچکی ہے اور سرینڈر ہوچکا ہے اس کے بعد وہ سرینڈر ہوئے اور فوج کے بعد وہ سرینڈر ہوئے - اور اسی جرم میں وہ نکالے جارہے ہیں اور

حقیقت ہے کہ عجیب حکومت کیسے ان کو رکھ سکتی ہے - جب اس کے خلاف ہم نے ہتھیار اٹھائے - ہم نے اس کے خلاف اواز لگائی - ہم نے اس کے خلاف اس کا ساتھ نہ دیا - ہم سمجھتے تھے کہ پاکستان ہمارا ایمان ہے ، پاکستان ہماری جان ہے ، پاکستان کے لئے ہم سب کچھ قربان کردیں گے - تو اتنی بڑی قربانی دینے والے جو ہماری فوج کے ساتھ شانہ بشانہ لڑتے رہے ، میں یہ کہوں گا کہ فوج کے بعد تک لڑتے رہے اور فوج پہلے سرینڈر ہوئی بعد میں وہ سرینڈر ہوئے - بلکہ یہ حقیقت ہے کہ بعض مقامات پر تین روز بعد تک وہ لڑتے رہے اور میر پور اور محمد پور کا حلقہ تقریباً آٹھ روز تک سرینڈر نہیں ہونے دیا گیا - آٹھ روز تک لڑتے رہے - ان کا پانی روک دیا گیا ، بند کردیا گیا - ان کے پائپ کاٹ دیے گئے ، ان کے نلکے کاٹ دیے گئے - جب جا کر وہ آخر میں سرینڈر ہوئے ہیں - انہوں نے یہ سب کچھ اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہیں کیا ، ذاتی نفع کے لئے نہیں کیا - پاکستان کے لئے سب کچھ کیا - اج افسوس ہے کہ پاکستان ان کو لانے کے لئے تیار نہیں - اج ان کے ساتھ تعصب برتا جارہا ہے - اخر کیوں ایسا کیا جارہا ہے ؟ وہ پاکستانی ہیں - ان کا حق ہے کہ وہ پاکستان ائیں اور ان کو لانا چاہیے - اگر ہم کو ادھی روٹی کھانی پڑے - میں تو یہ کہتا ہوں کہ روٹی ادھی نہ کی جائے بلکہ تھوڑاسا اپنی کلبوں اور اپنی عیاشیوں کو کم کردیا جائے اور تھوڑی سی عیاشی کم کرکے - میں یہ کہتا ہوں کہ منسٹر صاحبان کے لان اور باغوں پر جو خرچ ہوتا ہے ، اگر اس سرمائے کو ختم کردیا جائے - بالکل ان کے لانوں اور باغوں کو سوکھا دیا جائے ، تو اسی سرمائے سے وہ بلائے جاسکتے ہیں اور آسکتے ہیں - سترہ اور اٹھارہ لاکھ روپیہ لانوں اور باغوں پر خرچ کیا جا رہا ہے اور وہ غریب بیچارے مسلمان جو حقیقی معنوں میں پاکستانی ہیں ، ان کو نہیں بلایا جارہا ہے - کتنے افسوس کی بات ہے - آپ ضرور ہم لوگوں کی ہمدردیاں ان تک پہنچائیں - آپ حکومت سے ہم لوگوں کے نمائندے بن کر کہیں کہ ان کو ضرور لائیں - جس صورت سے بھی ہو ان کو لایا جائے - شکریہ -

Mr. Qamaruz Zaman Shah : Sir, the Honourable Senator has unnecessarily started little controversy otherwise, I think, I would have left it for the Minister of State for Foreign Affairs to reply. But I would like to point out two things that on one side the Honourable Senator was trying to say that it was on humanitarian grounds that they wanted to appeal and Khawaja Mohammad Safdar's approach was very correct; on the other side Maulana Sahib said that there was no politics involved, it was purely on humanirian grounds that they were bringing in this, and then they started saying that it was because one Province didn't want it.

I think this is a very sorry state of affairs, and he ought to withdraw his words. I think this is just an allegation, which he should have reconsidered before

making. Secondly, by merely saying or trying to make a speech, playing to the galleries, by saying that if the Ministers did not spend money on their lawns those people could be repatriated. Naturally, it is not the money but there are so many other things involved in it. Has the Government of Pakistan told them that just because we are so poor and we have no money absolutely to repatriate them they are not being repatriated? Why do they have to bring in all those things in such a good point, which was brought up by Khawaja Sahib ? We appreciate and, I am sure, Government of Pakistan has appreciated it. According to Maulana Sahtb, the Government of Pakistan cleared a number of people. Naturally, it would clear more people also. If they are citizens of Pakistan they would be repatriated . But why bring in all these things? It would unnecessarily side track the issue and create bad blood among the provinces. I think, he himself represents the province he has referred to. It is a province that has accommodated more people from outside than any other province. Why should we get into these things? I am only sorry to state that.

Mr. Chairman : Yes, the honourable Minister concerned.

جناب زمرد حسین : جناب چیرمین ! میں بھی اس مسئلہ پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔

جناب چیرمین : زمرد صاحب ! یہ ایسا مسئلہ نہیں جس کو اور زیادہ چھیڑا جائے ۔ اس کے متعلق خواجہ محمد صفدر صاحب اور مفتی صاحب نے کافی کچھ کہہ دیا ہے ۔

جناب زمرد صاحب : جناب والا ! در اصل جناب قمرالزماں کی تقریر کے بعد کچھ نئی باتیں پیدا ہوئی ہیں اس لئے میں بھی چاہوں گا کہ جو کچھ اس مسئلہ پر کہا گیا ہے اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں ۔ ہوسکتا ہے کہ خواجہ صاحب اور مفتی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس کے علاوہ کوئی نئی بات کہہ سکوں ۔ میرا بولنے کا ارادہ نہیں تھا مگر اب جو نئی صورتحال پیدا ہوئی ہے اس کے پیش نظر اگر آپ اجازت دیں تو میں بھی کچھ عرض کردوں ۔

جناب چیرمین : میں اجازت تو دے دیتا لیکن اب کہنے کی کوئی خاص بات نہیں رہی ۔ جیسے خواجہ صاحب نے فرمایا ہے یہ انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے اب اسے سیاسی مسئلہ بنانا اور اس پر لے دے کرنا ٹھیک نہیں ہوگا ۔ میرے خیال کے مطابق کافی بحث ہوچکی ہے ۔ سب کچھ سمجھ میں آچکا ہے آور قمرالزماں صاحب بھی اپنے خیالات کا اظہار کرچکے ہیں ۔

They appreciate the Sentiments and the arguments advanced by Khawaja Muhammad Safdar. Now I will request the honourable Minister concernd, Mr. Aziz Ahmed, to wind up the debate.

Mr. Aziz Ahmed : Thank you, Sir, for giving me an opportunity to state the Government's view point. The honourable Senator, Khawaja Muhammad Safdar, has not only appealed to Government to look into the case for repatriation of these unfortunate human beings, who are in Nepal, with sympathy but even

before hearing me condemned the Government and held it guilty. I think what he said was that it was a criminal neglect on the part of the Government. I was a bit surprised at his verdict and the ferocity of his charge, because my impression is, it may have been wrong, that whenever this issue was raised in this House on previous occasions, I got up and explained the Goveenment point of view and the Opposition Members, who raised it were satisfied that the Government was doing whatever under the circumstances and within the limitations, they were able to do. That was the impression that I went away with. But when I heard the onslaught on Government today, I thought I was listening to a debate on some entirely different issue. I never heard this debate before, at least not in that fashion and worded as it was worded today.

Now, Sir, I share some of the sentiments expressed by the speakers who have spoken before me. But Government are not run by sentiments or by emotional considerations. There is a multiplicity of factors that a Government has to take into account very cooly, sometimes cold bloodedly and sometimes even cruelly before they can take a decision which affects the Government and the country as a whole. Neither they can look at this issue in isolation, nor they can decide it on the basis of emotional consideration or on any one particular argument that may have a bearing on this issue. We have to look at the issue from every angle. That is what we are herefor. That is what the country expects us to do, not to go by emotional considerations alone however much we may sympathise with the emotional overtones of this issue.

Now, Sir, I will not go into the question whether they are Pakistani nationals; whether they are Pakistani citizens under the law or not or whether they are even otherwise entitled to repatriation. I will not go into that because all these issues are no longer relevant to the situation at obtaining now. On previous occasions, I mentioned that we had gone by categories of people who could come to Pakistan from Bangladesh, and the categories were : People with West Pakistani domicile and their families; the people who were Central Government Servants and their families irrespective of their domicile; and members of divided families also irrespective of domicile. These were the three categories that were defined at that time elegible for repatriation to Pakistan. We did not go into the question whether they were legally entitled to repatriation and whether they were entitled to repatriation on the ground that they were legally Pakistani citizens after the emergence of Bangladesh. We did not go into that question for a variety of reasons. I would not go into them now. We also did not go into the question as to whether morally we were entitled or obliged to take them back. There were a number of very valid reasons against ruling of that consideration also. But what we did was, we tried to find a practical solution keeping in view all the various aspects of this issue, and we came into an agreement with India because they were anxious to push the whole lot of them. That we know, why. They wanted to liquidate this pro-Pakistani pocket in Bangladesh. That was the reason. They wanted the whole lot of them, nearly a million of them, to be thrown out of Bangladesh. We told Bangladesh you may have the right to throw them out but you have no right to demand that Pakistan should accept them. Let some other country accept them. So much for their right. I am not going into the moral issues involved. Nor did we go into the legal issues involved. But, however, as a practical solution at that time keeping in view all the likely implications and the repercussions of our decision we said we will take these three categories, and in adition we will take in a certain number of people who belong to hardship category. So, that was in the agreement. No voice was raised either in this august House or in the National Assembly because that agreement was disclosed on a number of occasions during debates in that House as well in as this House. The agreement, as I say, was a practical device to solve a problem keeping in

view what the objectives of the other party or parties were, because it was not merely the Bangladesh but also India who were involved and they naturally acted jointly on this issue, and we had to take our own situation into account. Under that agreement same 150,000 non-Benglais, who fell under those four categories, which I have mentioned, were repatriated to Pakistan. We also knew that an attempt was being made to push these people out to Nepal, thereby forcing them on us sooner or later. In order to foil that plan, we decided to mark time not to repatrate them. But in the meantime we provided for their maintenance there. That maintenance is still being given to them whether or not they are entitled to repatriation to Pakistan. We felt that this grant of maintenance in itself will act as a magnate for other people to come from Bangladesh into Nepal, but we took that risk. Now, when we moved those 150,000 people to Pakistan, along with these 150,000 we were able to move, 10.000 of the refugees in Nepal.

They fell in these categories, either the three categories of entitlement which I have mentioned or in the 4th category of hardship cases. This left 2300 people stranded in Nepal. Not 2,000 as mentioned by Khawaja Mohammad Safdar but 2,300 as stated by Maulana Sahib. They were not entitled to come under any category at all. The hardship category had also been exhausted. It was provided under the Dehli Agreement that inspite of the fact that we had agreed to take 25,000 persons under hardship category, more may be taken provided when the two Prime Mtnisters meet — the Prime Mtnister of Bengladesh and the Prime Minister of Pakistan — they agree that some more of the people who want to go to Pakistan should be permitted to migrate to Pakistan. Unfortunately, when the Prime Minister went to Dacca, he was faced with such an outrageous demand on this issue that no agreement could be reached at all. The Prime Minister of Pakistan did make an offer, a substantial offer, but Sheikh Majub-ur-Rehman rejected it out of hand and no agreement was reached on issue. We were hoping that an agreement would be reached and the Prime Mtnister was willing to be accommodating. One of the factors we had in mind was that these very persons in Nepal, not only because we thought they were in distress but we also thought that it was unfair to Government of Nepal to be saddled with these unwanted people and, secondly, we felt that it was not bringing a fair name to Pakistan irrespective of whether or not they were entitled to come to Pakistan. At any rate, they were saying that they wanted to go to Pakistan and Pakistan was not taking them. People who hear those stories do not go into the question wherefrom and why all of them are there. Some of our friends in this part of the country were also heard say that they were Pakistanis and they were not being taken. But we said, "No it is not like that".

But according to our agreement with Bengladesh and India they did not fall in these agreed categories. I won't go into the question of wherher it was justified in restriciting the repatriation of non-Benglis to Bengladesh to the four categories. Whether in laying down those four categories we violated a law or we offended some moral consideration, I won't go into that. As I have said, this was a practical solution for which there were variety of reasons. One I have mentioned but I won't mention the others. There were variety of weighty conderations which could not be ignored merely because on emotional grounds those people thought, and some of our own people thought that these persons should have been allowed to come here without question. As I said, this is a responsible Government. It must take a responsible decision and it cannot take a decision that certain thing should be done. It has to be quite clear before taking a decision as to what would be the likely repercussions of that decision and in the light of those likely repercussions we took that decision. As I said that nobody in the past had protested against that decision, so for the first time I hear this debate as to whether or not we were justified in limiting the repatriation of these four categories. This is no longer relevant. The question now relates to those 2300

who are still in Nepal. They do not come under any category. So, rhey are not really entitled to be repatriated to Pakistan. We are going to repatriate them..............(Appeluse)...........but it will be done gradually. We have already forty thousands of them in Relief Camps here, unsettled. We had asked the United Nations, in the first instance, to arrange for the repatriation of 1000 of these stranded persons. They have said that they do not have any funds and have asked us to contact donor countries direct. We have done this but in the meantime we have also asked the Government of India to permit these persons to ccme by the over-land route because if they were permitted to come by Railways then they would not have to wait for foreign government to provide the air transport.

Unfortunately, we have received no reply so far but we are pressing for a reply. The point I want to make is this that irrespective of whether or not these people are entitled to be repatriated on the grounds mentioned by the Opposition, we have decided that we will take them but we will regulate their repatriation in the light of our ability to absorb them at this end. May be they are repatriated within a short time. It may take a little longer but in the meantime we are looking after them. We are giving them what we consider an adequate allowance. We have had got no reports that these allowances are inadequate but, if these reports come to us, we will certainly look in to them - reports not through letters addressed to the Opposition but if they come to us through our diplomatic ehannels. Even they can write to us direct and, if we are satisfied what the allowances are inadequate, we will certainly revise them. Not only they are getting allowance, we are also responsible for their medical treatment free of charge. So, it is not that these people are in the perilous state of which my friend Khawaja Mohammad Safdar, drew such a horridus picture. We are not aware of that. We have no such information either directly from these refugees or from our Embassy but certainly I must concede that they are not living in comfort. They must be in some difficulty considertng the allowance we are giving them. We have been assured that it is satisfactory in the sense that they are able to maintain themselves within those funds. But the important thing is really not merely to maintain them but to settle them and to that the Government are giving their serious consideration, and I have indicated their thinking and intentions in the matter. Thank you very much.

Mr. Chairman : Thank you very much. We have had enough discussion on this matter. Now, we move on to the next motion by Khawaja Sahib.

خواجہ محمط صفدر : جناب چیرمین ! میں گذارش کروں گا کہ جمعہ تک اٹھا رکھیں - اٹھ بجنے والے ہیں -

جناب چیرمین : تھک گئے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : ہاں جی تھک گئے ہیں اور یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس میں بہت سے دوست بحث میں حصہ لیں گے -

جناب چیرمین : مسٹر رفیع رضا اپ تیار ہیں -

خواجہ محمد صفدر : جناب ائندہ جمعہ پورا صرف ہوگا -

جناب چیرمین : اج بھی دو گھنٹے ہیں - اج ہوجائے -

ایک معزز سینٹر : اج ہوجائے -

Mr. Chairman : What is the sense of the House? Do you want this No.4 item to be taken up today for consideration.

Sardar Mohammad Aslam : To day, Sir.

Mr. Chairman : All right.

Mr. M. Rafi Raza : Sir, if we start today, the debate on it should finish today because I don't want that tomorrow a one sided version comes in the Press. I may not be able to make Khawaja Sahib's eloquence, but at least I want both sides version to be known.

Mr. Chairman : We must finish this 4th motion today. This is with regard to Textile Industry.

Mr. M. Rafi Raza : If it starts today it should finish.

جناب چیرمین : اج ہوجائے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! سردار محمد اسلم صاحب میری حمایت کر رہے ہیں -

جناب چیرمین : اج ہوجائے ؟

سردار محمد اسلم : ابھی ہوجائے -

Mr. M. Rafi Raza : Sir, he is right. Letsus take the whole motion on Friday next.

جناب چیرمین : خواجہ صاحب اپ move بھی کرتے ہیں اور پھر دوڑتے بھی ہیں -

خواجہ محمد صفدر : میں صرف پیش کرتا ہوں -

جناب چیر مین : ایک درجن ہوں -

خواجہ محمد صفدر : ان میں ایک تحریک پر بحث ہوچکی ہے -

جناب چیرمین : نمبر ۴ move کرلیں -

خواجہ محمد صفدر : میں صرف پیش کرتا ہوں اپ کے حکم کے مطابق -

I will only move it.

Mr. Chairman : Please move item No. 4.

MOTION *RE :* CRISIS IN PAKISTAN TEXTILE INDUSTRY

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :
"That the situation arising out of the present crises in the textile indutrys in Pakistan be taken into consideration."

Mr. Rafi Raza : Sir, either the debate should finish tody or it should not not start. If started then it should be finished today. No other opinion. If the feeltng is that it should not start today, we can take the whole of next Friday for this debate. If you do not want to finish it then keep it for next week.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیرمین ! بہت دیر ہو گئی ہے -

جناب چیرمین : رات ہماری ہی ہے -

Mr. M. Rafi Raza : Sir, for the first time Khawaja Shahib has exhausted himself. He should welcome this.

خواجہ محمد صفدر : ایک تحریک پر بحث ہوچکی ہے -

جناب چیرمین : بارہ میں سے کم از کم دو تو ہونی چاہئیں -

خواجہ محمد صفدر : باقی اگلے ہفتہ زیر بحث لے ائیں گے ۱۰ تاریخ کو میری دو تحریکیں ویسے ہی واپس ہوجاتی ہیں -

Mr. Chairman : Does not matter, you see.

خواجہ محمد صفدر : جیسے اپ کی مرضی -

جناب چیرمین : ایک تو کیجئے ناں -

خواجہ محمد صفدر : بالکل بجا ہے -

جناب چیرمین : وہ اپ کی مانتے ہیں کبھی کبھی اپ بھی ان کی مان لیا کریں -

خواجہ محمد صفدر : وہ تو میرے ساتھ ہیں - وہ تو میری ہم نوائی کر رہے ہیں -

جناب چیرمین : اب اپ کو شروع کرنا چاہیے -

ملک محمد اختر : ان پر بھی کوئی رول اپلائی کرنا پڑے گا -

Mr. Chairman : The Leader of the House is not here you should take the care of the qourum. If you want this item No. 4 to be disposed of today then you should take care of the quorum.

معزز ممبران : جناب کورم نہیں ہے -

جناب چیرمین : کورم تو ہے - میں نے تو کہا ہے کہ کورم کا خیال رکھیں - بہرحال ان کو جمع کرنا اپ کی ذمہ داری ہے -

ملک محمد اختر : ملتوی کردیں - کورم نہیں رہے گا -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! کورم نہیں ہے - میری تو بات ہی نہیں سننا چاہتے - میں کیا کروں !

سردار محمد اسلم : جناب والا کورم پورا ہے -

خواجہ محمد صفدر : ۱۳ ممبران کدھر ہیں - (گنتی کے بعد) - جناب ۳ کم ہیں -

سردار محمد اسلم: جناب والا ! کورم کے لئے ۱۲ ہوتے ہیں ۔

جناب چیرمین : کورم کے لئے بارہ ہوتے ہیں ۔

خواجہ محمد صفدر : بارہ سے بھی تو کم ہیں ۔

جناب چیرمین : گھنٹی بجائی جائے ۔

(اس موقع پر کورم کے لئے گھنٹی بجائی گئی)

جناب چیرمین : ملک صاحب ، اپ تو اپوزیشن کو blame کرتے ہیں ۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ آپ کے ممبر کھڑے سن رہے تھے کہ کورم نہیں ہے اور وہ چلے گئے ہیں ۔

ملک محمد اختر : وہ تو کہتے تھے کہ بحث کرنی ہے ۔ محض smoking کے لئے گئے ہیں ۔

جناب چیرمین : اگر اپ تنخواہ مقرر نہ کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی ۔ ایسا کرکے اپ نے بہت بڑی غلطی کی ہے ۔ جب کورم کا ذکر ہورہا تھا تو گورنمنٹ کے اپنے ادمی سن رہے تھے کہ کورم نہیں ہے اور وہ واک اوٹ کر گئے ہیں ۔

خواجہ محمد صفدر : کوئی بات نہیں ، خواہ وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہوں یا گورنمنٹ سے ۔ بہرحال کورم نہیں ہے ۔

جناب چیرمین : چونکہ اپ نہیں چاہتے ارر وہ چاہتے ہیں اس لئے ان کی ڈیوٹی ہے کہ کورم پورا رہے ۔ آپ تو نہیں چاہتے ہیں ۔ ہونا تو ایسے چاہئے کہ جان بوجھ کر غیر حاضر ہونے والے ممبران کو اس مہینے کی تنخواہ نہ دی جائے ۔

اب کورم ہوگیا ہے ۔ میں نے گن لیا ہے ۔

خواجہ محمد صفد : جناب والا ! ———

سردار محمد اسلم : صرف ۵ منٹ تقریر کریں ۔

جناب چیرمین : شروع تو کریں دیکھ لیا جائے گا ۔ ۔

خواجہ محمد صفدر : حضور والا ! یہ بڑا وسیع مضمون ہے ۔ میں نے کوشش کی ہے کہ جس قدر بھی معلومات مجھے کتابوں سے ، میگزین سے حاصل ہوسکیں یا حکومت کی شائع کردہ رپورٹوں سے حاصل ہوسکیں وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کروں ۔

جناب والا ! اس سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ہماری ٹکسٹائل انڈسٹری گذشتہ کئی ماہ سے شدید بحران میں سے گذر رہی ہے ۔ اس ملک کے محقق اخبارات نے اس موضوع پر اداریے لکھے ہیں اس ملک میں شائع ہونے والے ان میگزین نے جن کا تعلق اقتصادیات سے ہے ، طویل مضمون لکھے ہیں

اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹیکسٹائل انڈسٹری کا اس ملک کی معیشت کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق ہے - یہ ہمارے ملک کی اہم ترین صنعت ہے - اپنی مالیت کے اعتبار سے، روزگار مہیا کرنے کے اعتبار سے، اپنی مصنوعات کی مالیت کے اعتبار سے اور اس اعتبار سے کہ یہ ایک واحد بڑی صنعت ہے جو مقامی خام مال استعمال کرتی ہے -

جناب والا ! اس کی اہمیت کو وضح کرنے کے لئے میں چند اعداد و شمار اس ایوان کی خدمت میں اپ کی وساطت سے پیش کروں گا - ہمارے ملک کی ٹیکسٹائل ملوں کی ستمبر ۱۹۷۴ء میں کل تعداد ۱۴۷ تھی - ان ملوں میں ۳۰ ہزار کھڈیاں کام کرتی تھین اور ۳۲ لاکھ ۹۰ ہزار تکلے کام کرتے تھے- ۱۹۷۴ء میں ستمبر تک اس کی پیداوار کی مالیت کا اندازہ ۲ ارب ۳۱ کروڑ ۶۴ لاکھ ۶۰ ہزار تھا -

(اس مرحلے پر جناب چیرمین کی بجائے جناب صدارت کنندہ افسر، (جناب فضل الہی پراچہ) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

خواجہ محمد صفدر : اس میں ایک لاکھ ۵۴ ہزار مزدور کام کرتے تھے- جو سال بھر میں ۲۹ کروڑ ۴۶ لاکھ ۲۵ ہزار روپے مزدوری کی شکل میں وصول کرتے ہیں - اگر میں percentage میں عرض کروں تو ہماری کل مصنوعات کی مالیت کا ۴۸ فیصد یہ صنعت پیدا کرتی ہے اور ہماری کل fixed capital کا تقریباً ۴۰ فیصد اس صنعت میں لگا ہوا ہے - ہماری ---

جناب زمرد حسین : جناب والا ! کورم نہیں ہے -

جناب چیرمین : کورم کی گھنٹی بجائی جائے

(کورم کی گھنٹی بجائی گئی)

خواجہ محمد صفدر : جناب چیرمین میں عرض کروں گا کہ اس کو ختم کیا جائے کیوں کہ یہ بڑا طویل مسئلہ ہے اور میں کم از کم اپنا دوسرا موقعہ بھی ضرور حاصل کرنا چاہتا ہوں - یعنی آدھا گھنٹہ پہلے اور آدھا گھنٹہ بعد میں اور ایک گھنٹہ وزیر محترم صاحب بھی لینا چاہتے ہیں -

Mr. Presiding Officer Shaikh Fazal Elahi Piracha : So, we should postpone it to next Friday.

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں -

Mr. M. Rafi Raza : Sir, as I have said, if it has been started it should be finished. He has started and has just given some facts, which are not disputed.

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں ان اعداد و شمار پر کوئی جھگڑا نہیں ہے -

Mr. Presiding Officer : But unless the quorum is there we cannot go with it.

خواجہ محمد صفدر : بجا فرمایا جناب والا !

Mr. Presiding Officer : Tomorrow morning . At what time?

Senators At 9 a. m.

جناب محمد ہاشم غلزئی : جناب نو بجے تو ایک کمیٹی کی میٹنگ ہے ۔

Mr. Presiding Officer : Then at what time?

Senators : At 40.00 a. m.

Mr. Presiding Officer : The House is adjourned till 10.00 a. m. tomorrow.

The House adjourned till ten of the clock in the morning on Saturday, November 30, 1974.